تذکرہ

شمع انجمن

مع

نگارستان سخن

تالیف

نواب صدیق حسن خاں

و

سید نور الحسن خاں

عطا کاکوی

AsliAhleSunnet.com

تذکرہ

شمع انجمن

و

نگارستان سخن

تالیفات

صدیق حسن خاں

و

نورالحسن خاں

تراجم شعرائے ریختہ

مرتبہ

سید شاہ عطاالرحمن عطا کاکوی

رئیس ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ

اگست ۱۹۶۸ء

جمادی الاول ۱۳۸۸ھ

AsliAhleSunnet.com

تاریخ اشاعت — اگست ۱۹۶۸ء

ناشر — عظیم الشان بک ڈپو
سلطان گنج پٹنہ ۶

تعداد اشاعت — ۵۰۰ جلدیں

قیمت — عص - ۵۰ پیسہ

کاتب — محمد شریف داناپوری

مطبع — دی آرٹ پریس سلطان گنج پٹنہ ۶

AsliAhleSunnet.com

عرضِ مرتب

آج سے چند ماہ قبل صبح گلشن کی تلخیص پیش کرتے ہوئے میں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ اردو شاعری کی تاریخ کے لئے فارسی شعرا کے وہ تذکرے جو بارہویں صدی ہجری یا اسکے بعد لکھے گئے ویسے ہی ضروری ہیں جیسے اردو شعرا کے تذکرے۔ اسی خیال کے ماتحت بھوپال کے چار فارسی تذکرے زیر نظر تھے۔ پہلا تذکرہ شمع انجمن تھا جس کے مؤلف نواب صدیق حسن خاں صاحب ہیں، اسی سلسلہ کی تین کڑیاں نگارستان سخن، صبح گلشن اور روز روشن ہیں۔ آخری دو تذکروں کا خلاصہ اور اردو شعرا کے تراجم پیش کئے جاچکے ہیں اب پہلے دو تذکروں کی تلخیص شائع کی جارہی ہے۔

بھوپال بھی حیدرآباد اور رام پور کی طرح مرکز علم و فن رہا ہے۔ مقابلتہً چھوٹی ریاست ہونے کے باوجود علما و فضلا کھنچ کھنچ کر یہاں آئے اور تصانیف کے انبار لگا دیئے۔ یوں تو خود ملکہ معظمہ شاہجہاں بیگم صاحبہ شاعرہ اور ادیبہ تھیں مگر جب ان کا عقد ثانی نواب صدیق حسن خاں صاحب سے ہوگیا تو علم و فضل کے دریا میں طغیانی آئی۔ یہ خود بھی بڑے عالم اور صاحب تصنیف

AsliAhleSunnet.com

تھے۔ عربی اور فارسی کی تقریباً سو کتابیں ان کے نام سے منسوب ہو کر چھپیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ خود صاحب تصنیف تھے۔ صبح گلشن میں خود ان کے چھوٹے صاحبزادے نے اطلاع دی ہے کہ بعض کتابیں انھوں نے "بلاشرکت غیرے" لکھی ہیں۔ خود یہ جملہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ بعض تصانیف میں اور لوگوں کی بھی شرکت رہی ہوگی۔ صدیق حسن خاں صاحب کے نام سے شمع انجمن شائع ہوئی۔ یہ فارسی شعرا کا تذکرہ ہے اور اس میں ۹۸۹ فارسی شعرا کے مختصر حالات اور کلام ہیں۔ حالات گرچہ مختصر ہیں مگر پھر بھی معاصرین شعرا کے متعلق مفید معلومات ملتی ہیں۔ یہ ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء میں مرتب ہو کر بھوپال سے ۱۲۹۳ھ میں شائع ہوا۔

چونکہ بہتیرے شعرا کے حالات اور کلام تکمیل تذکرہ کے بعد پہنچے اس لئے اس کا تتمہ بنام "نگارستان سخن" صدیق حسن خاں صاحب کے بڑے صاحبزادے کے نام سے شائع ہوا۔ اس میں ۶۹۱ شعرائے متقدمین و معاصرین کے حالات ہیں۔ یہ تذکرہ نسبتاً مختصر ہے۔ تذکرہ کی تالیف کے وقت مولف مذکور کی عمر مشکل سے ۱۴، ۱۵ سال کی ہوگی۔ اسی طرح صبح گلشن جو نگارستان سخن کا تتمہ ہے اس کے مفروضہ مولف علی حسن خاں یعنی نواب صدیق حسن خاں صاحب کے چھوٹے صاحبزادے کی عمر تالیف تذکرہ کے وقت صرف گیارہ سال اور کئی ماہ کی تھی۔ یہی حال روز روشن کا بھی ہے جیسا کہ میں نے اس کے دیباچہ میں عرض مرتب کے سلسلہ میں اظہار خیال کیا ہے در اصل یہ چاروں تذکرے قاضی محمد صادق خاں اختر ساکن ہوگلی کے تذکرہ آفتاب عالمتاب کا پرتو ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

اس میں شک نہیں کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب خود شاعر بھی تھے اور شاعروں کی صحبتیں اٹھائی ہیں۔ صہبائی آزردہ، شیفتہ، مومن اور غالب سے مراسم تھے۔ مگر ان کا اصلی ذوق، قرآن، حدیث اور فقہ سے متعلق تصانیف کا تھا ان کو فرصت کہاں تھی کہ شعرائے فارسی کے کلام اور حالات جمع کرنے کی زحمت گوارا کرتے غرض یہ چاروں کے چاروں تذکرے اسی آفتاب عالمتاب پر مبنی ہیں جس میں ۴۲۶۴ شعرا کے حالات تھے اور تیس سال کی محنت میں سنہ ۱۲۶۹ھ میں مرتب ہوا تھا۔ آج اس کا نسخہ ناپید ہے مگر ان چاروں تذکروں کی ترتیب کے وقت بھوپال میں اس کا وجود پایا جاتا تھا۔

نواب صدیق حسن خاں کی زندگی کے حالات، ان چاروں تذکروں میں مذکور ہیں یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ان کی وفات ۱۸۹۰ء میں ہوئی۔ نور الحسن خاں، نواب مذکور کے بڑے لڑکے تھے جو ان کی پہلی اہلیہ یعنی دختر جمال الدین خاں دہلوی وزیر اعظم بھوپال کے بطن سے تھے۔ ان کی زندگی کے حالات خود ان کے تذکروں یعنی نگارستان سخن، اور طور کلیم (تذکرہ شعرائے ریختہ) میں مندرج ہیں۔ تفصیلی حالات گل رعنا مؤلفہ مولانا عبدالحی میں بھی ملیں گے۔ بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ علم دوست بھی تھے۔ اور علم پرور بھی۔ بہت سی تصانیف ان سے یادگار ہیں۔ فارسی اور اردو کے دو اوین بھی شائع ہو چکے ہیں۔ نگارستان سخن کے دو حصے ہیں ایک حصہ شعرائے فارسی کے لیے ہے اور دوسرا شعرائے بھاکا ہندی کے لیے۔ دوسرا حصہ سرے سے نظر انداز کر دیا گیا۔ صرف دوسرے حصہ کے

AsliAhleSunnet.com

ان شعرا کا انتخاب کیا گیا جو زندہ نہیں تھے۔ اور انہی کے تراجم پیش کئے جا رہے ہیں۔ یہ تذکرہ ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء میں بھوپال سے شایع ہوا۔

نورالحسن خاں نے ایک اور تذکرہ بنام طور کلیم فارسی زبان میں شعرائے ریختہ کے حالات پر مشتمل لکھا جس کا اردو ترجمہ انشاء اللہ آئندہ ماہ میں شایع ہو جائے گا۔

نورالحسن خاں شاہجہاں بیگم کے انتقال کے بعد لکھنؤ چلے آئے اور یہیں منتقل رہے۔ آخر ۸ محرم ۱۳۳۶ھ کو اس دنیائے آب و گل کو چھوڑ کر آخرت کی راہ لی۔

چونکہ نگارستان سخن میں شعرا کے حالات بہت مختصر تھے۔ اس لئے شمع انجمن کے ساتھ اسکو شایع کرنا مناسب سمجھا گیا۔ اور یوں بھی یہ تذکرہ شمع انجمن کا تتمہ ہی ہے۔ اور یہ دونوں کتابیں ایک ہی ساتھ بیک وقت مطبع شاہجہانی بھوپال سے شائع ہوئیں تھیں مہتمم مطبع نے یہ اطلاع دی ہے کہ یہ دونوں تذکرے بغیر نظر ثانی مؤلف شایع کئے جا رہے ہیں چونکہ انکو اسی زمانہ میں سفر کلکتہ اور دہلی در پیش تھا۔ چونکہ طباعت بہت عجلت میں ہوئی اس لئے تالیف حسب خواہ نہ ہوئی اگر کوئی صاحب طبع ثانی کا قصد کریں تو چاہیے کہ پہلے مؤلف سے اجازت طلب کر لیں۔ اور نظر ثانی کے بعد شایع کریں۔

عطا منزل۔ پٹنہ ٦

۱۵ اگست ۱۹۶۸ء

۲۰ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ

عطا کاکوی

AsliAhleSunnet.com

عرض مرتب ۳ - ۶
فہرست شعرا ۷ - ۱۰
تذکرہ شمع انجمن ۱۱ - ۴۵
تذکرہ نگارستان سخن ۴۶ - ۶۴

فہرست شعرا
شمع انجمن
(الف)

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ	شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۱ -	آرزو	سراج الدین علی خاں	۱۲	۱۶ -	بیدل	مرزا عبدالقادر	۱۶
۲ -	آزاد	میر غلام علی	۱۳	۱۷ -	پروانہ	شاہ ضیاء الدین	۱۷
۳ -	آزردہ	صدر الدین	۱۵	۱۸ -	پیام	شرف الدین علی	//
۴ -	آصف	آصف جاہ	۱۱	۱۹ -	تمنا	محمد حسین مراد آبادی	//
۵ -	آگاہ	محمد کاظم	۱۲	۲۰ -	جرأت	میر محمد ہاشم	۱۸
۶ -	آگاہ	سید علی رضا	۱۴	۲۱ -	حسرتی	نواب مصطفی خاں (شیفتہ)	//
۷ -	آگاہ	مولوی محمد باقر	۱۴	۲۲ -	خسرو	دہلوی	۱۹
۸ -	اختر	قاضی محمد صادق	۱۴	۲۳ -	خورشید	میر خورشید علی بلگرامی	۲۰
۹ -	اخگر	حکیم اصغر حسین	۱۵	۲۴ -	خوشنود	ارتضا علی خاں	//
۱۰ -	افتخار	عبدالوہاب	۱۲	۲۵ -	درد	خواجہ میر	//
۱۱ -	امداد	غلام حسین	۱۲	۲۶	دردمند	(فقیہہ صاحب)	۲۱
۱۲ -	امید	قزلباس خاں	۱۲	۲۷ -	درگاہ	درگاہ قلی خاں	۲۰
۱۳ -	انشا	انشاء اللہ خاں	۱۵	۲۸ -	ذکا	میر اولاد محمد	۲۱
۱۴ -	ایجاد	مرزا علی نقی	۶۴	۲۹ -	ذوقی	میر عبدالواحد بلگرامی	//
۱۵ -	ایما	سید محمد حسن بلگرامی	۱۴	۳۰ -	راغب	جعفر خاں پانی پتی	۲۲

AsliAhleSunnet.com

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۳۱-	روشن	میر محمد ہادی	۲۱
۳۲-	سودا	مرزا رفیع	۲۲
۳۳-	شاعر	میر سید محمد	″
۳۴-	شاہجہاں	ملکہ بھوپال (شیریں)	۲۳
۳۵-	شفیق	لچھمی نرائن	۲۲
۳۶-	شہید	محمد باقر	″
۳۷-	شہید	غلام امام	۲۴
۳۸-	شہیر	حافظ محمد خاں	۲۷
۳۹-	صارم	نواب عبدالحی خاں	″
۴۰-	صانع	نظام الدین احمد	″
۴۱-	صہبائیؔ	مولوی امام بخش	″
۴۲-	ضیا	میرزا برہان پوری	۲۸
۴۳-	ضیا	دہلوی	″
۴۴-	عاجز	عارف الدین خاں	″
۴۵-	عارف	محمد عارف بلگرامی	۲۹
۴۶-	عبدالجلیل	حسینی واسطی	″
۴۷-	عزلت	میر عبدالولی	″
۴۸-	عزیز	عبدالعزیز خاں	۳۰
۴۹-	عشقی	سید برکت اللہ	۲۹

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۵۰-	علیم	سید محمد علیم	۳۰
۵۱-	غالب	اسداللہ خاں	۳۱
۵۲-	غلام	غلام نبی	۳۰
۵۳-	فطرت	میر معز موسوی	۳۲
۵۴-	فقیر	میر شمس الدین	″
۵۵-	قایم	محمد قایم چاندپوری	″
۵۶-	قبول	عبدالغنی بیگ	۳۳
۵۷-	قتیل	میرزا محمد حسن	″
۵۸-	گرامی	(پسر قبول)	″
۵۹-	گلشن	سعداللہ	۳۴
۶۰-	مبتلا	مردان علی خاں	۳۴
۶۱-	محب	سید غلام نبی بلگرامی	۳۶
۶۲-	مخلص	انند رام	۳۵
۶۳-	مصیب	قطب الدین	۳۴
۶۴-	مصحفی	غلام ہمدانی	۳۵
۶۵-	مظہر	مرزا جانجاں	۳۶
۶۶-	منت	میر قمر الدین	۳۵
۶۷-	موسوی	معزالدین (فطرت)	۳۵
۶۸-	مومن	حکیم مومن خاں	۳۷

AsliAhleSunnet.com

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ	شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۶۹۔	مہربان	شاہ عبدالقادر	۳۴	۷۸	نیر	ضیاء الدین خاں	۳۷
۷۰۔	منیر	محمد تقی	۳۵	۷۹	واحد	میر عبدالواحد	۴۴
۷۱۔	نادر	نجم الدین حسین	۴۲	۸۰	واسطی	تفضل رسول خاں بہادر	۴۲
۷۲۔	ناصر	نظام الدولہ ناصر جنگ	۳۷	۸۱	واصف	حکیم اشرف حسین	۴۵
۷۳۔	ناخ	عبدالغفور خاں	۴۱	۸۲	واقف	نورالعین	۴۳
۷۴۔	نظام	عماد الملک	۳۷	۸۳	والہ	علی قلی خاں	۴۳
۷۵۔	نواب	صدیق حسن خاں	۳۸	۸۴	وحشت	رشید النبی	۴۵
۷۶۔	نور	نورالحسین بلگرامی	۳۷	۸۵	وحید	عبدالرؤف	۴۵
۷۷۔	نور	سید نورالحسن	۴۱	۸۶	وفا	عبدالغفار	۴۵

(ب) نگارستان سخن

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ	شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۱	آزاد	سید محمود	۴۶	۹	النسخ	عصمت اللہ	۵۰
۲	اجمل	شاہ محمد اجمل	۴۶	۱۰	بسمل	امیر حسن خاں	؍؍
۳	احسن	احسن بلگرامی	۶۰	۱۱	بے خبر	غلام غوث	؍؍
۴	اسیر	سید مظفر علی	۴۶	۱۲	تشنہ	محمد یوسف	؍؍
۵	اشرف	سید شاہ محمد حسن	۴۷	۱۳	تفتہ	منشی ہرگوپال	؍؍
۶	اعلیٰ	شاہ محمد اعلیٰ	؍؍	۱۴	توفیق	شاہ زادہ بشیر الدین	؍؍
۷	امداد	مولوی امداد علی	۴۸	۱۵	ثاقب	شیو پردھان	۵۱
۸	امیر	امیر احمد مینائی	؍؍	۱۶	جمیل	جمیل الدین فخر آبادی	؍؍

AsliAhleSunnet.com

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ	شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۱۷	جوہر	جواہر سنگھ	۵۱	۳۶	شیدا	ابوالحسن	۵۷
۱۸	حالی	الطاف حسین	″	۳۷	صابر	مرزا قادر بخش	۵۸
۱۹	حسن	نواب غلام حسین خاں	″	۳۸	ضمیر	نرائن داس	″
۲۰	حکیم	غضنفر علی خاں	″	۳۹	ضیغم	حافظ اکرام احمد	″
۲۱	حیرت	گنج بہاری لال	۵۲	۴۰	ظفر	بہادر شاہ	″
۲۲	حیرت	شاہ محمد علیم	″	۴۱	عاشقی	حسین قلی خاں	″
۲۳	خاور	محمد اکبر خاں	″	۴۲	عشقی	شیخ وجیہہ الدین	۵۹
۲۴	ذکی	احمد حسین	۵۳	۴۳	فرد	شاہ ابوالحسن	″
۲۵	رافت	شاہ رؤف احمد	″	۴۴	فصیح	نواب شاہ فصیح الدین	″
۲۶	رحیم	شاہزادہ رحیم الدین	۵۴	۴۵	فہمی	دیانت حسین	″
۲۷	رویت	حبیب احمد	″	۴۶	متیم	منشی موہن لال	۶۰
۲۸	سراج	سراج الدین	″	۴۷	منیر	اسمٰعیل حسین شکوہ آبادی	″
۲۹	سرور	شیخ مراد علی	″	۴۸	میکش	میر احمد حسین	″
۳۰	سلطان	شاہزادہ اعظم الدین	″	۴۹	نکہت	—	″
۳۱	شاہجہاں	ملکہ بھوپال (شیریں)	۵۵	۵۰	نواب	صدیق حسن خاں	″
۳۲	شائق	خواجہ فیض الدین	۵۷	۵۱	نواب	کلب علی خاں	″
۳۳	شورش	مسیح الدین	″	۵۲	نور	سید نورالحسن	۶۲
۳۴	شوق	عنایت اللہ	″	۵۳	نیاز	شاہ نیاز احمد	۶۴
۳۵	شہید	حفیظ الدین	″	۵۴	یاس	انور علی	″

AsliAhleSunnet.com

شمعِ انجمن

۱۔ آصف نواب آصف جاہ۔ سعد اللہ خاں وزیر شاہجہاں ان کے نانا اور عابد خاں امیر سمرقند ان کے دادا تھے۔ سلسلہ نسب شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملتا ہے۔ نام میر قمر الدین۔ ۱۰۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ فرخ سیر کے سال جلوس میں نظام الملک بہادر فتح جنگ خطاب پایا۔ ہفت ہزاری منصب اور دکن کی صوبہ داری ملی۔ ۱۱۳۴ھ میں وزارت کا عہدہ ملا۔ ۱۱۳۸ھ میں آصف جاہ خطاب پایا۔ نادرشاہ انہی کے عہد میں آیا۔ ۱۱۶۱ھ میں وفات ہوئی۔ قلعہ دولت آباد کے پاس روضہ میں مدفون ہوئے۔ اسی سال محمد شاہ بادشاہ اور ان کے وزیر اعتماد الدولہ قمر الدین خاں بھی مرے۔ نواب آصف جاہ کی بہت سی یادگاریں ہیں مثلاً حصار شہر برہان پور، شہر پناہ حیدرآباد، اورنگ آباد کی نہر، نظام آباد مع مسجد، کاروان سرا اور پل وغیرہ۔ رب اجعل ھذا بلداً آمنا اس شہر کی بنیاد کی تاریخ ہے۔ صوبہ دکن کے چھ صوبوں پر تیس سال تک حکومت کی، عرب ماوراء النہر، خراسان

AsliAhleSunnet.com

عراق عجم اور اطراف ہند کے فقرا، علما، صلحا اور اہل استحقاق کے ساتھ بے حساب مراعات کی۔ ریاست حیدرآباد آج تک آپ کے خاندان میں ہے۔ اشعار بھی کہتے تھے۔ ان کا ایک (فارسی) دیوان ضخیم ہے۔

۲- امید قزلباش خاں ہمدانی۔ نام محمد رضا۔ ہمدان سے اصفہان آئے۔ مرزا طاہر وحید کے شاگرد تھے۔ عہد عالمگیری میں ہندوستان آئے اور رفتہ رفتہ آصف جاہ سے منسلک ہو گئے حج سے فراغت کی۔ جب سنہ ۱۱۵۰ھ میں آصف جاہ دہلی گئے تو امید ان کے ہمرکاب تھے۔ بھوپال کے سفر میں بھی ان کے ساتھ تھے۔ آزاد سے ملاقات تھی۔ خوش خلق، رنگین صحبت، تھے۔ سنہ ۱۱۵۹ھ میں دہلی میں وفات پائی۔

۳- آگاہ محمد کاظم۔ سخن سنجی میں اچھی دستگاہ تھی۔ سمجھ بوجھ کے شاعر تھے اور نیشاپور وطن تھا۔

۴- افتخار عبدالوہاب بخاری ان کا سلسلہ نسب دونوں جانب سے مخدوم جہانیاں سے ملتا ہے۔ نظام شاہی احمد نگر میں پیدا ہوئے اور دولت آباد میں قیام کیا۔ میر آزاد بلگرامی کے معاصر تھے۔

۵- امداد شیخ غلام حسین ہاشمی برہان پوری سے ابتدائی درسی کتب پڑھیں، مشق سے اچھے اشعار کہنے لگے۔

۶- آرزو[ہ] سراج الدین علی خاں اکبرآبادی۔ پچاس سال تک مشق سخن کی ہے سنہ ۱۱۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔ شاعری کا ہنگامہ گرم

ہ ۱۰۹۹ھ صحیح تاریخ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

رکھا۔ بہت سی تصانیف کے مالک ہیں مثلاً موہبت عظمیٰ فن معانی میں، عطیہ کبریٰ فن بیان میں، دونوں فارسی زبان میں مفتاح و تلخیص کے مانند ہیں۔ فرہنگ سراج اللغت برہان قاطع کے طرز پر، چراغ ہدایت لغت اور اصطلاحات شعرائے جدیدہ کے بیان میں جو سابق کی کتابوں میں نہیں ہیں۔ نوادر الالفاظ، لغات ہندی سے متعلق جنکی عربی اور فارسی مترادفات میں غیر مشہور رہے اور خیابان، شرح گلستان وغیرہ تذکرہ مجمع النفائس جس میں شعرائے نامدار کے اشعار کے انتخاب میں بڑا اہتمام کیا ہے گویا شعرائے متقدمین و متاخرین کے اشعار کا ماحصل ہے۔ موتمن الدولہ اسحٰق خاں شوستری اور ان کے بیٹے نجم الدولہ سے ڈیڑھ سو روپے ماہانہ مقرر ہوا۔ لکھنؤ میں ۱۱۶۹ھ میں انتقال کیا۔ نعش شاہجہاں آباد لاکر مدفون کی گئی۔ ان کا کلیات نظم و نثر تیس ہزار ابیات کے قریب ہوگا۔

۷- آزاد میر غلام علی بن نوح بلگرامی۔ زید شہید کی اولاد سے ہیں ۱۱۱۶ھ میں پیدا ہوئے۔ صاحب فضیلت و سخنداں تھے بسیار گوئی کے باوجود ان کی شاعری کا جو رنگ ہے وہ کسی اور میں نہیں۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ عربی اور فارسی کے دواوین ہیں۔ عربی اشعار تین ہزار ہوں گے۔ فارسی طرز خاص میں کہتے ہیں۔ ان کا لقب حسان الہند ہے اس لئے کہ مدح رسالت پناہ میں بے شمار قصیدے لکھے ہیں۔ طوطی ہند کے باوجود عرب کی قمریوں کے ہم آواز ہیں۔ پوربی مطرب ہوتے ہوئے عرب کے موسیقاروں کے ہم نوا۔ معلوم نہیں ابتدائے عہد اسلام سے ہندوستان میں ایسا جامع

AsliAhleSunnet.com

زمانہ کوئی دوسرا پیدا بھی ہوا یا نہیں۔ ان کے عربی اور فارسی دواوین راقم کے پاس موجود ہیں۔ ان کا ترجمہ اتحاف النبلا میں راقم نے لکھ دیا ہے اور ان کے عربی اور فارسی اشعار کے نمونے بھی دیئے ہیں۔

۸۔ ایما — بندگی سید محمد حسن بلگرامی۔ صاحب استعداد خداداد قابلیت رکھتے تھے۔ صورت اور سیرت دونوں میں ممتاز۔ حافظ قرآن تھے، عربی، فارسی اور ہندی کے جامع فنون تھے کلام پرتاثیر ہوتا تھا۔ قرأت سے ایمان تازہ ہوجاتا تھا۔ ۱۱۱۹ھ میں انتقال ہوا۔

۹۔ آگاہ — سید علی رضا پسر میر عبدالواحد ذوقی میر آزاد (بلگرامی) کے ہم عصر اور دوست تھے۔ شعر کے دقایق کو خوب سمجھتے تھے خود کہتے بھی تھے۔

۱۰۔ اختر — قاضی محمد صادق خاں ہوگلی کے قاضی زادوں میں ہیں۔ اپنے عہد کے گنے چنے لوگوں میں ہیں۔ صبح صادق۔ نورالانوار۔ معامد حیدریہ۔ نقوذ الحکم۔ دیوان فارسی واردو ان کی تالیفیں ہیں۔ ایک مدت تک غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو کی سرکار میں رہے اور ملک الشعرا خطاب پایا۔ ہم لوگوں کے معاصرین شعرا میں ہیں۔ میرے بھائی نے ان کو دیکھا تھا۔ راقم نے ان کی چند تالیفیں دیکھیں انشا، فارسی اور شعر اردو کا اچھا سلیقہ رکھتے تھے۔ لکھنؤ میں غدر کے ہنگامہ کے بعد انتقال کر گئے۔

۱۱۔ آگاہ — مولوی محمد باقر نایطی مدراسی۔ سخن شناسی میں ممتاز۔

AsliAhleSunnet.com

اصلی وطن بیجاپور دیلور میں پیدا ہوئے۔ کرناٹک میں ان کے ایسا کوئی سربلند نہ ہوا اور مدراس میں ان کا کوئی عدیل نہیں۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور بہت سے کمالات کے حامل۔ ۱۲۲۳ھ میں وفات پائی۔

۱۲۔ انشا — میر انشاء اللہ خاں۔ لکھنؤ میں سعادت علی خاں کے ساتھ بسر کرتے تھے اور فارسی اور عربی میں دستگاہ رکھتے تھے۔ ان کا دیوان مرتب ہے۔ رطب ویابس بہت ہیں۔ ہزلیات بھی بہت ہیں۔ شیعہ مذہب رکھتے تھے۔

۱۳۔ آزردہ — مفتی صدر الدین بہادر دہلوی۔ راقم کے استاد تھے۔ شاہ عبد العزیز، شاہ رفیع الدین دہلوی، مولوی افضل امام والد مولوی فضل حق خیرآبادی سب ان کے استاد تھے بڑے عالم، فاضل بزرگ تھے۔ اس کتاب میں ان کا تذکرہ مناسب نہ تھا لیکن بغیر ان کے نام کے اس کتاب کی مقبولیت بھی نہ ہوتی۔ ان کا خاندان علم وفضل میں یگانہ ہے۔ دہلی میں پیدا ہوئے اور یہیں نشوونما ہوئی اور حکام فرنگ کی طرف سے صدر الصدور مقرر ہوئے مجسم اخلاق تھے۔ اور علم وفن میں بے نظیر۔ غالب، مومن اور حسرتی کے دوستوں میں تھے اور عربی، فارسی، ریختہ تینوں زبانوں میں اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔ اعجاز بیانی اور سحر نگاری میں بلند پایہ تھے۔

۱۴۔ اخگر — حکیم اصغر حسین ابن منشی غلام غوث فرخ آبادی ولادت روز سہ شنبہ ۱۳ محرم ۱۲۳۵ھ کو ہوئی علوم رسمیہ مولوی سراج الدین، مولوی مردان علی اور دوسرے علما سے حاصل کئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ذی استعداد اور قوت فکر سے بڑی بلندی حاصل

AsliAhleSunnet.com

کی۔ فن طبابت میں بھی دستگاہ ہے شاعری میں عبداللہ خاں علوی کے شاگرد ہیں آجکل ریاست بھوپال میں ملازم ہیں۔ تین سو روپیہ ماہوار مشاہرہ پر محکمہ اپیل و مشورہ میں ہیں۔ نثر و نظم بہت شیریں اور نمکین لکھتے ہیں۔ راقم کے احباب میں ہیں۔

۱۵۔ بیدل میرزا عبدالقادر عظیم آبادی۔ پٹنہ میں پیدا ہوئے اور ہند میں نشو و نما پائی۔ زیادہ تر بنگالہ میں رہے۔ ابتدائے جوانی میں شاہزادہ محمد اعظم کے ملازم تھے۔ ان کی خواہش ہوئی کہ بیدل ان کی مدح سرائی کریں اس بات پر ترک تعلق کر کے دہلی چلے آئے اور بقیہ عمر یہیں بسر کی بڑے سخندان اور معانی یاب تھے۔ کسی کی مجال نہیں کہ ان کی ہمسری کر سکے۔ نظم و نثر دونوں پر قدرت کامل رکھتے تھے معانی تازہ پیدا کرتے تھے۔ فقر و فنا مسلک تھا۔ قوم برلاس کی نسل سے تھے۔ ۳ صفر ۱۱۳۳ھ کو وفات پائی۔ میرزا بے نظیر معنی آفریں تھے اپنی خاص طرز سخن رکھتے تھے۔ فارسی میں بہت سی نئی چیزیں اختراع کیں لیکن ان کو اہل محاورہ قابل قبول نہیں سمجھتے۔ عام دستور کے مطابق بھی ان کے اشعار بے شمار ہیں اگر کوئی صاحب استعداد کلیات سے ان کے اشعار انتخاب کرے تو عجب نسخۂ اعجاز بنیاد ہو جائے۔ غزل مثنوی، رباعی، قصیدہ غرض ہر صنعت میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کا کلیات نوے ہزار اور ایک لاکھ اشعار کے درمیان رکھتا ہے۔ مرزا کو بحر کامل بہت مرغوب تھی۔ اس بحر میں خوب شناوری کی ہے جو لطف سے خالی نہیں۔

AsliAhleSunnet.com

۱۶- پروانہ شاہ ضیاء الدین برہان پوری

۱۷- پیام شرف الدین علی اکبر آبادی۔ فنون شعر میں مہارت اور نغز گوئی میں لیاقت رکھتے تھے۔ شاگرد خان آرزو۔ سات ہزار اشعار کا دیوان مرتب کیا۔ بارہویں صدی کی پانچویں دہائی کے وسط میں انتقال ہوا۔

۱۸- تمنا مولوی محمد حسین مرادآبادی، شاعر سخن آفریں و فکر رنگین۔ مرادآباد کے شریف خاندان سے ہیں۔ ذہین ہیں اور ایک مدت سے شاعری کرتے ہیں۔ شیخ مہدی علی زکی کے شاگرد ہیں جنکا عہد آخر شاہ اودھ میں کوئی شاعر ہمسر نہ تھا۔ مرزا اسد اللہ خان غالب سے بھی اصلاح لی۔ غالب ہند کے آخر دور کے شاعر اور بہادر شاہ ظفر کے استاد تھے۔ چند سال ہوئے کہ تمنا وطن سے دہلی چلے گئے اور حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ زمانہ چونکہ اہل علم کا دشمن ہے وہاں کی ریاست میں ان کی پذیرائی نہ ہوسکی پھر مجبوراً لوٹ کر وطن واپس آئے اور بھوپال آئے جو مالوا کے سرحد پر ہے راقم اس زمانہ میں بھوپال ہی میں تھا اور ریاست سے متعلق تھا۔ ان سے اکثر ملاقاتیں رہیں۔ دردمند اور بامذاق معلوم ہوتے تھے بڑی خوبیوں کے مالک تھے آجکل مرادآباد میں گوشہ نشین ہیں لوگوں سے بہت کم ملتے ہیں۔ دوران تالیف تذکرہ ان سے خط کے ذریعہ کلام طلب کیا۔

AsliAhleSunnet.com

۱۹۔ جرأت

میر محمد ہاشم خطاب موسوی خاں بن میر محمد شفیع، امیر الامرا سید حسین علی خاں کے ہمرکاب ہند کی سیر کو گئے اور وہاں مرزا بیدل، میر عبد الجلیل بلگرامی سے صحبتیں رکھیں۔ آصف جاہ کی سرکار سے دو ہزار یا نصدی منصب اور دار الانشا کی خدمت پر سرفراز ہوئے اسکے بعد خطاب معز الدولہ کے ساتھ چار ہزاری منصب ملا۔ میر آزاد سے بھی ان کی ملاقاتیں تھیں۔

۲۰۔ حسرتی

نواب مصطفیٰ خاں بن عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضیٰ خاں بہادر مظفر جنگ رئیس جہانگیر آباد تابع دہلی۔ ابتدائے عمر ہی سے فکر سخن سے شغل رکھتے تھے۔ نظم و نثر میں خاص انداز تھا۔ فارسی اور ریختہ دونوں میں ان کی طبیعت اتنی مناسب تھی کہ اشعار دل پسند اور دلچسپ کہتے تھے۔ ان کے مجموعہ نظم و نثر سے یہ بات خود واضح ہو جاتی ہے۔ مومن خاں مومن کے شاگرد تھے۔ ریختہ میں شیفتہ تخلص تھا۔ دو سال ہوئے کہ راقم زمانۂ قیام شاہجہاں آباد میں طلب علم کے لئے ان کے مکان پر حاضر ہوا تھا جب تک زندہ رہے۔ خط و کتابت ہوتی رہی۔ تذکرہ گلشن بیخار دیوان فارسی اور ترغیب السالک الی احسن المسالک ان سے یادگار ہیں ۱۲۸۴ھ میں یہ کتابیں راقم کے پاس دہلی سے تحفتہً بھیجی تھیں۔ جب زمانۂ غدر ۱۲۷۳ھ میں بغاوت کے جرم کی تہمت ان پر لگی اور گرفتار ہوئے تو راقم نے حکام رسمی کی اور ان کی رہائی میں کوشش کی۔ خدا کی عنایت سے رہا ہوئے تو ایک خط راقم کو اس مضمون کا لکھا " جناب نے جو صدر الصدور

AsliAhleSunnet.com

کے نام میری رہائی کے لئے سفارشی خط لکھا جس سے میری رہائی ہوئی تو یہ محبت کا تقاضا تھا۔ یہ احسان بھولنے کا نہیں۔ نجات ظاہری تو حاصل ہوگئی مگر نجات معنوی باقی ہے یعنی جائداد وغیرہ ضبط شدہ کی واگذاشت ابتک نہ ہوئی مقدمہ صدر الصدور کے اجلاس میں ہے۔ جیسا کہ پہلے آپ نے کہا تھا ایک سفارشی خط صدر الصدور کے نام لکھدیں یہ بات کہ میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں گا فعل عبث ہوگا۔ کیونکہ اس سے بیگانگی ٹپکتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ آپ کا احسان عظیم مجھ پر ہوگا۔ تحریریہ ۱ر شعبان ۱۲۷۶ھ"

جب یہ خط ملا تو ایک اور خط مومن علی خاں صدر الصدور ساکن سندیلہ کو لکھا۔ بڑی کوشش سے ان کی جائداد واگذاشت ہوئی یہ ۱۲۸۰ھ کا واقعہ ہے۔ اسوقت ان کے اشعار ہاتھ نہیں آئے جو یاد تھے لکھے جاتے ہیں۔ ہاں مفتی محمد صدر الدین خاں بہادر صدر الصدور دہلی کی واپسی حج کے موقع پر جو قطعہ فارسی کہا تھا وہ بھی لکھا جاتا ہے۔

۲۱۔ خسرو دہلوی۔ خسرو معانی، کلام میں سوز و گداز بدرجہ اتم ہے۔ عماد الملک کے نواسے تھے۔ بادشاہوں اور امیروں سے بڑے اعزاز و اکرام پائے۔ حضرت نظام الدین اولیاء سے بیعت تھے۔ سات بادشاہوں کی خدمت میں رہے۔ عربی فارسی اور ہندی میں اشعار کہتے تھے۔ اشعار کی تعداد پانچ لاکھ ہوگی۔ ایسی قدرت کا کوئی شاعر ایران میں بھی پیدا نہ ہوا۔ ۷۲۵ھ میں انتقال کیا۔ پیر کے پائیں میں مدفون ہیں۔ ید بیضا میں ان کا تذکرہ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

۲۲- خورشید — میر خورشید علی بلگرامی۔ معنی یاب شاعر تھے اور شعرا میں انتخاب تھے شعر گوئی کا اچھا سلیقہ تھا۔ خوب خوب معانی پیدا کرتے تھے۔ شیخ علی حزیں کی صحبت اٹھائی تھی۔

۲۳- خوشنود — محمد ارتضا علی خاں خلف خوشدل مرحوم درسی کتابیں پڑھ کر استعداد علمی حاصل کی اور ۱۱۴۰ھ میں نواب عظیم الدولہ بہادر کے نوکر ہوئے اور محکمہ افتا پر مامور ہوئے اسکے بعد بجنور کے قاضی ہوئے پھر اپنے والد کی رفاقت کے بعد مدراس کے قاضی القضات ہوئے طبیعت نظم پر مائل تھی۔ صاف گو تھے۔

۲۴- درگاہ — درگاہ قلی خاں ترکمانی۔ آصف جاہ کی سرکار سے پہلے خطاب مومن الدولہ اور چھ ہزاری منصب ملا۔ پھر خطاب مومن الملک اور سات ہزاری منصب اور ماہی و مراتب سے سرفراز ہوئے۔ شعر دانی اور تاریخ دانی اور دیگر فنون میں ممتاز تھے۔ لطیفہ گوئی اور مجلس آرائی میں بے نظیر تھے۔ میرزا آزاد سے اور ان سے ملاقاتیں رہتی تھیں خود آزاد کہتے ہیں کہ ہم دونوں اکثر ایک ساتھ بیٹھکر باغ کی سیر کرکے دل بہلاتے تھے۔ ۱۱۸۰ھ میں مرض سرسام میں مبتلا ہوکر انتقال کیا۔ ان کی قبر اورنگ آباد میں ہے۔

۲۵- درد — دہلوی خواجہ میر محمدی بن خواجہ محمد ناصر۔ خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند کی اولاد میں تھے۔ دریائے حقیقت کے شناور اور طریقت پر گامزن۔ تصوف میں بہت سے رسالے لکھے مثلاً نالہ درد، آہ سرد، درد دل، شمع محفل۔ فارسی اور اردو میں

AsliAhleSunnet.com

صاحب دیوان ہیں۔ بارہویں صدی کے اواخر میں ان کا فیض اچھی طرح جاری تھا۔ گوشہ نشین اور قناعت گزیں تھے۔ صبر و توکل شیوہ تھا اور صبر و تحمل پیشہ۔ چھیاسٹھ سال کی عمر میں ۱۱۹۹ھ میں انتقال کیا۔ تاریخ انتقال "وصل خواجہ میر درد" ہے۔

۲۶- دردمند | محمد آباد بیدر کے ساکن تھے دہلی آئے۔ میرزا مظہر نے ان کو اپنے سایہ شفقت میں رکھا۔ ان کے کیفض سے صاحب کمال ہوئے۔ اور فن شاعری میں اچھا مرتبہ حاصل کیا۔

۲۷- ذوقی | میر عبدالواحد بلگرامی۔ شیریں سخن تھے۔ میر عظمت اللہ بیخبر کے دوستوں میں تھے۔ ان کی ایک کتاب شکرستان خیالی ہے نظم و نثر میں مٹھائیوں کا تذکرہ ہے اسی نسخہ میں شیرینی کی مناسبت سے ذوقی تخلص لایا ہے ورنہ ان کا اصلی تخلص واحد ہے (حرف واو میں دیکھیے)

۲۸- ذکا | میر اولاد محمد غلام امام کے بیٹے اور میر غلام علی آزاد کے بھتیجے تھے۔ آزاد نے خزانہ عامرہ ان کی ہی فرمائش سے لکھی مشق سخن اپنے چچا سے کرتے تھے شاعری کا اچھا سلیقہ ہے۔ صاف گو اور معنی جو تھے۔

۲۹- روشن | میر محمد ہادی بنگالی۔ صاحب کمال تھے۔ طبع سلیم اور ذہن مستقیم رکھتے تھے۔ عربی فارسی اور ہندی میں درس دیتے تھے ان کی تعلیم سے طلبا ایک ہفتہ میں بہت کچھ سیکھ لیتے تھے صاحب دیوان فارسی ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

۳۰۔ راغب — جعفر خاں پانی پتی۔ سید لطف اللہ خاں کے پوتے اور نواب شیر افگن خاں کے پوتے تھے۔ مکین کے شاگرد تھے۔ صاحب صلاحیت شاعر تھے۔ ۱۲۱۰ھ کے اواخر میں عظیم آباد میں رحلت کر گئے۔

۳۱۔ سودا — مرزا رفیع دہلوی۔ شجاع الدولہ کی سرکار میں صوبہ اودھ میں رہتے تھے اور اردو شعر کہتے تھے استاد وقت تھے ہجو بہت کہتے تھے۔ طبیعت رسا تھی ۱۱۹۵ھ میں انتقال ہوا۔

۳۲۔ شاعر — میر سید محمد بن میر عبد الجلیل بلگرامی ۱۱۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔ جامع علوم تھے اپنے والد ہی کی طرح فضائل و کمالات میں خاص کر عربی زبان اور لغت میں مشہور و معروف تھے۔ طبیعت نقاد تھی اور ذہن رسا میر آزاد بلگرامی ان کے بھانجے اور شاگرد تھے۔ جنہوں نے ان کی مدح میں قصیدے کہے ہیں۔

۳۳۔ شفیق — منشی لچھمی نرائن اورنگ آبادی شاگرد میر آزاد مرحوم۔ ان کے دو تذکرے ہیں ایک گل رعنا دوسرا شام غریباں صاف گو اور باسلیقہ کھتری تھے۔ اصلی وطن لاہور تھا۔ ان کے دادا بھوانی داس عالمگیری فوج کے ساتھ دکن آئے اور اورنگ آباد میں ساکن ہو گئے۔ شفیق نواب نظام الدین علی خاں بہادر کے بیٹے عالی جاہ کی سرکار میں ملازم رہے۔ تیرھویں صدی کی ابتدا میں انتقال کر گئے۔

۳۴۔ شہید — مولوی محمد باقر طہرانی قوم ترک سے تھے۔ احمد آباد گجرات میں ولادت ہوئی۔ تحصیل علم کے بعد حج

AsliAhleSunnet.com

سے فراغت پائی اور خوش نویس ہوئے۔ بندر ٹھٹھ میں شیخ علی حزیں سے ملے۔ اور نگ آباد آکر گوشہ نشیں ہوگئے۔ گھر سے باہر بہت کم نکلتے تھے سنہ ۱۱۷۸ھ میں انتقال ہوا۔

۳۵۔ شاہجہاں نواب شاہجہاں بیگم رئیس و والیہ بھوپال ستارۂ ہند۔ سنہ ۱۲۵۴ھ میں بھوپال سے تین کوس دور قلعہ اسلام نگر میں ولادت ہوئی۔ ۱۵ محرم سنہ ۱۲۶۳ھ میں والد کے انتقال کے بعد حکومت برطانیہ کی مرضی سے نو سال کی عمر میں تخت نشیں ہوئیں اور اپنی والدہ سکندر بیگم سے تربیت پائی۔ فارسی خط وکتابت اور سلیقہ سیاست مدن اور ملکی انتظام میں صلاحیت پیدا کی۔ ۹ شوال سنہ ۱۲۷۶ھ کو بائیس سال کی عمر میں حکومت کا اختیار اپنی والدہ کے سپرد کیا اور خود ولی عہدی کی جاگیر پر اکتفا کی۔ سنہ ۱۲۸۵ھ شعبان کے مہینے میں والدین کی طرف سے پورا استحقاق حکومت حاصل کیا۔ اور سنہ ۱۲۸۸ھ میں حکومت برطانیہ کی اجازت سے بعہد لارڈ میو گورنر جنرل دائم سے نکاح ثانی ہوا۔ ماہ رمضان سنہ ۱۲۸۹ھ میں لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل کے دربار منعقدہ بمبئی سے خطاب درجہ اول نیٹی اور تمغہ ستارہ ونشان شاہی و سند وغیرہ وزیر اعظم ہند کے دستخط اور ملکہ معظمہ برطانیہ کی مہر سے ملا۔ پھر شاہزادہ ولی عہد انگلستان جب کلکتہ آئے تو اور بھی اعزاز ملتے گئے جنکی تفصیل مختلف کتابوں میں مندرج ہیں۔

ملکہ کے محاسن ظاہری وباطنی اتنے روشن ہیں کہ بیان کی ضرورت

AsliAhleSunnet.com

نہیں پھر بھی اس کتاب کی تزئین کے لئے ضروری تھا۔ تدبیر ملکی اور سیاست مدنی میں مہارت ہے۔ رائے صائب ہوتی ہے اور دین کی پیروی ہر شخص پر ظاہر ہے۔ عصر حکومت عین خیر و برکت ہے اور سلطنت گویا عروس دہر ہے اس ملک میں اہل کمال کی سرپرستی جیسا کہ آپ نے کی اسکی مثال سوائے زیب النسا دختر عالمگیر کے اور کہیں نہیں ملتی سارے عرب و عجم میں ان کی تعریف ہوتی ہے اور ہر شخص عمر و دولت کی زیادتی کی دعائیں دیتا ہے۔ شعرائے کرام نے عربی، فارسی اور ہندی میں اتنے مدحیہ قصیدے کہے کہ ایک رسالہ بن گیا۔ آپ کے جود و بخشش کا ہر جگہ شہرہ ہے آپ کی طبع رسا برخلاف اس دیار کے اور خواتین کے نظم کی طرف مائل ہے۔ باوجود حکومت کے ہجوم کار کے کبھی کبھی اشعار موزوں فرماتی ہیں۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ زمانہ قدیم میں عرب کی خواتین شاعرہ ہوتی تھیں اور معانی کے موتی پروتی تھیں ورنہ معلوم ہے کہ اس دور انحطاط میں جب کہ کساد بازاری علم و فن ہے۔ اہل کمال کو کوئی نہیں پوچھتا۔ جب مردوں کا یہ حال ہے تو عورتوں کا کیا ذکر۔ اس دور میں آپ جیسی ملکہ زمرۂ نسواں میں پیدا ہونا عجائب روزگار سے ہے۔

۲۶۔ شہید مولوی غلام امام ابن شاہ غلام محمد قصبہ امیٹھی نواح لکھنؤ کے بزرگوں اور مشہور شعرا ہندوستان سے ہیں۔ مداح رسول اور حاجی ملقب بہ عاشق رسول۔ ان کے آباو اجداد گوشہ نشین اور قناعت پسند تھے۔ انہوں نے مولوی حیدر علی صاحب سے کسب علوم کیا۔ اور فارسی زبان میں مہارت پیدا کی۔ گرچہ اصلاح

AsliAhleSunnet.com

سخن قتیل، مصحفی اور شیخ غلام بینا ساحر سے لی۔ لیکن پوری تعلیم آغا سید اسمٰعیل مازندرانی سے حاصل کی۔ اور آغا سید محمد اصفہانی اور میرزا ناطق مکرانی کے ہمطرح رہے ہیں اور ہر مشاعرہ میں شعرا سے سبقت لے گئے ہیں۔
قاضی محمد صادق خاں آختر کے دوستوں میں ہیں۔ چالیس سال سے الہ آباد میں محمد برکت حاشیہ نویس شرح چغمینی و شرح مواقف وغیرہ (جو ان کے بزرگوں میں ہیں) کے دائرے میں توکل کے ساتھ رہتے ہیں۔ بیس سال تک محکمہ صدر نظامت میں عہدۂ پیشکاری پر مامور رہے اور حکام وقت کی نظر میں ان کی بڑی عزت و توقیر تھی۔ محی الدولہ نے ہزار روپیہ زادِ راہ بھیج کر ان کو حیدر آباد بلوایا اور سرکار نظام سے چار سو تیس روپیہ بلا شرط خدمت مقرر ہوا جواب تک ملتا ہے دکن سے حرمین گئے۔ راجہ گردھاری پرشاد باقی کی طرف سے زادِ راہ کی رقم ملی اور نواب مختار الملک بہادر نے ڈیڑھ ہزار روپیہ سے مدد کی یہاں تک کہ یہ منزل مقصود تک پہنچے۔ مجالس میلاد شریف بار بار مکہ اور مدینہ میں اور دیار ہند میں بھی ان سے یادگار ہیں۔ گرچہ علمائے محققین کے نزدیک میلاد کی مجلسوں کا انعقاد نامناسب ہے۔ ان کے مریدوں کی تعداد مرد و عورت لکھنؤ، آگرہ، مراد آباد، رام پور، الہ آباد اور حیدر آباد میں چھ سو سے بھی زیادہ ہوگی۔ سالار جنگ بہادر، کلب علی خاں رئیس رام پور، اور سعید عالم خاں بہادر رئیس سورت اور دوسرے امرا ان کی بڑی عزت اور توقیر کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی چاہیئے۔ اس وقت ان کی عمر پچھتر سال کی ہے۔ بے ہمہ اور باہمہ بڑی آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اپنے کلام کو مرتب کرنے کا خیال نہیں رکھتے۔ اس پر بھی

AsliAhleSunnet.com

رسائل، میلاد شریف، قصاید، غزلیات، نعت وغیرہ مشہور ومعروف ہیں۔ اور کئی بار چھپ بھی چکے ہیں۔ علی بہادر رئیس باندہ وغیرہ نے ان کے دیوان کو لیجا کر ضایع کر دیا۔ اس تذکرہ کی تالیف کے وقت مولوی محمد یوسف علی لکھنوی کے ذریعہ سے جب ان کے کلام اور حالات طلب کیے تو انہوں نے چند اشعار لکھکر بھیجے اور مولوی موصوف کے نام جو خط لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ" حضور ممدوح کی قابلیت علمی قبل ہی سے معلوم ہے کہ تحصیل علوم کے دوران میں جو عربی قصیدہ نظم فرماتے تھے، مولانا صدر الدین آزردہ اس کی تعریف کرتے تھے اور فارسی کلام سنکر میرزا غالب اور مولوی امام بخش صہبائی آخریں کہتے تھے ایسی صورت میں اپنے بے معنی اشعار ایسے عالم بے بدل کے پاس کیا بھیجوں۔ لیکن محض حکم کی بجا آوری کی وجہ سے کلام روانہ کر رہا ہوں۔ بھائی صاحب آپ میری جانب سے ہاتھ جوڑ کر عرض کر دیں اگر کوئی شعر پسند آجائے تو نوازش اور باعث نازش ہے ورنہ پانی سے دھو دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔ جب تذکرہ طبع ہو جائے تو ایک جلد کا مستحق قرار دیا جاؤں"۔ سچی بات تو یہ ہے کہ باوجود قرب مکانی وطن کے راقم سے اب تک ملاقات کی نوبت نہیں آئی ہے پھر بھی ان کے کمالات کی شہرت سُنی ہے۔ ان کے کلام کو راقم معاصر کے کلام سے بہتر سمجھتا ہے اور ان کو تحریر کرنے سے مسرت محسوس کرتا ہے۔ گرچہ اصولاً ان کے چند ہی اشعار یہاں لکھے جاتے ہیں ورنہ ان کا سارا کلام انتخاب ہے۔ ان کے کلام میں بیان ومعانی کی روح ہے اور مردہ دلوں کے لئے ان کے اشعار آب حیات ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

۳۷۔ شہیر
حافظ خاں محمد خاں ابن مولوی غلام محمد خاں ابن حافظ غلام حسین خاں رام پوری شاگرد میرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی۔ نثر و نظم میں اپنے استاد کی پیروی کرتے ہیں اور سحر کاری کرتے ہیں۔ بھوپال میں ملازمت کی مشغولیت کے باوجود فطری ذوق سے مشق سخن کرتے ہیں۔ فصاحت و بلاغت میں قدما کی یاد دل سے فراموش کرا دیتے ہیں۔ ان کے اکثر قصاید نواب بیگم اور راقم کی مدح میں ہیں۔

۳۸۔ صارم
نواب میر عبد الحی خاں ابن صمصام الدولہ اور رنگ آبادی بے نظیر امیر اور بہت سے کمالات رکھتے تھے۔ شعر فہمی میں یکتا تھے۔ میر آزاد سے خاص ربط تھا۔ ۱۱۷۶ھ میں شہید ہوئے اور بقائے دوام پالی۔ ۱۱۴۲ھ میں ولادت ہوئی تھی۔ آصف جاہی سرکار میں دیوانی دکن کے منصب پر مامور تھے اور عزت و آبرو سے زندگی گزارتے تھے۔ پہلے وقار تخلص تھا پھر صارم رکھا۔

۳۹۔ صانع
نظام الدین احمد بلگرامی۔ یہی تاریخی نام بھی ہے جس سے ۱۰۳۹ھ برآمد ہوتا ہے۔ قضاۃ عثمانی کے جرگہ سے متعلق تھے۔ مہذب اور مؤدب۔ لڑکپن ہی میں کلام اللہ حفظ کیا میر نوازش علی سے مشق سخن کی۔ طبع سلیم اور ذہن مستقیم رکھتے تھے۔ اپنے قبیلہ میں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اشعار کہے۔ تیرہویں صدی کے اوائل میں رحلت کر گئے۔

۴۰۔ صہبائی
مولوی امام بخش دہلوی سخنداں اور معانی شناس علوم رسمی میں بلند پایہ تھے۔ فارسی دانی اور درسی

AsliAhleSunnet.com

کتب فارسی میں مہارت تھی۔ اور اس حیثیت سے دہلی میں بے نظیر تھے۔ امرا اور اکابر کے نزدیک ان کی بڑی توقیر تھی۔ درسی کتابیں جو متعلق اور مشکل تھیں ان کی شرحیں لکھیں خصوصاً ان کی کتاب قول فیصل۔ جو آرزو و حزیں کے جھگڑے پر محاکمہ ہے، اس میں انہوں نے بڑی تحقیق سے کام لیا ہے۔ راقم نے اپنے ہنگام قیام دہلی میں ان کو مولانا صدرالدین آزردہ کی مجلس میں کئی بار دیکھا تھا۔ ہنگامہ غدر میں انگریزی توج کے ہاتھوں اپنے گھر پر شہید ہوئے۔ والد کی جانب سے ان کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضؓ تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے حضرت عبدالقادر جیلانی رحؒ تک۔ فارسی لغات کی تحقیق، مصطلحات زبان فارسی اور عروض و قوافی کے فن پر پوری مہارت تھی۔ فن معما میں بھی نادر روزگار تھے۔ ان کا مختصر دیوان فارسی ہیچ نظر ہے۔

۴۱۔ ضیا میرزا برہان پوری۔ آزاد کے شاگرد تھے۔ شعر درست کہتے ہیں۔ اور شعر گوئی کا اچھا سلیقہ ہے۔

۴۲۔ ضیا دہلوی۔ شاعری کے مہر نیم روز اور اس فن کے ماہ نیم ماہ

۴۳۔ عاجز عارف الدین خاں اورنگ آبادی۔ اصلی وطن بلخ تھا۔ ان کے والد عہد عالمگیری میں ہندوستان آئے اور ایک معزز منصب پر فائز ہوئے۔ یہ خود آصف جاہ کی سرکار سے منصب، جاگیر اور خطاب خانی سے سرفراز ہوئے۔ ۱۱۷۸ھ میں انتقال ہوا۔ عارف الدین خاں عاجز "تاریخ وفات ہے" جو خود انہوں نے کہی۔

AsliAhleSunnet.com

۴۴۔ عارف — محمد عارف بلگرامی۔ ابتدائے شعور سے شعر کہتے تھے۔ فارسی اور ہندی میں کمال پیدا کیا۔

۴۵۔ عزلت — میر عبدالولی ابن سعد اللہ سلونی سورتی اپنے وقت کے صاحب استعداد تھے اور معقولات میں اچھی صلاحیت تھی۔ میر آزاد نے ان کو دیکھا تھا۔

۴۶۔ عشقی — سید برکت اللہ ابن سید اویس بلگرامی لقب صاحب البرکات۔ مارہرہ میں وطن بنا لیا اور رشد و ہدایت کی شمع روشن رکھی۔ کبھی کبھی فارسی اور ہندی میں اشعار کہہ لیتے تھے۔ ان کا دیوان مختصر (فارسی) "ریاض عشقی" ہے۔

۴۷۔ عبدالجلیل — حسینی واسطی بلگرامی۔ علم و فن میں یکتائے روزگار تھے شیخ غلام نقشبند لکھنوی اور سید مبارک بلگرامی شاگرد شیخ نور الحق ابن عبدالحق دہلوی کے شاگرد رشید تھے۔ فقہ، لغت، تاریخ، اور موسیقی میں نامور تھے۔ قاموس ابتدا سے انتہا تک زبانی یاد تھا۔ محمد شاہ بادشاہ کے عہد کے بڑے علما میں تھے۔ اس دور کے بڑے بڑے امرا مثلاً نواب امین الدولہ بہادر انصاری سنبھلی اور نواب صمصام الدولہ میر مجتبیٰ محمد شاہ وغیرہ ان کی بڑی عزت اور توقیر کرتے تھے۔ سید علی معصوم مؤلف سلافۃ العصر کو انہوں نے دیکھا تھا۔ سنہ ۱۱۳۸ھ میں دہلی میں انتقال ہوا۔ میر آزاد بلگرامی کے نانا تھے۔ آزاد نے تفصیل سے ان کے احوال خزانۂ عامرہ اور سرو آزاد میں لکھے ہیں۔ اور حق خدمت جیسا کہ چاہیئے ادا کر دیا ہے۔ ان کی مدح میں قصیدے

AsliAhleSunnet.com

بھی کہے ہیں۔ ان کے قصائد، رباعیات، قطعات اور مثنویات کے نمونے بھی جا بجا دئے ہیں۔ ان سب کا تذکرہ یہاں طوالت کا باعث ہوتا۔

۴۸۔ عزیز عبدالعزیز خاں نبیرہ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں بہادر نصیر جنگ والی روہیلکھنڈ۔ دس سال کے تھے کہ ان کے والد نواب سعادت یار خاں سفر حج میں واصل بہ حق ہوئے۔ یہ اپنے والد کی وفات کے بعد فارسی کی درسی کتابیں پڑھیں اور معقولات و منقولات کی تکمیل کی۔ سنہ ۱۲۷۳ھ میں حافظ قرآن ہوئے۔ طبیعت شعر گوئی کے مناسب تھی۔ عبدالمالک ممتاز نذیر الدین حسین شایق کے بھانجے کے شاگرد تھے۔ اس تذکرہ کی تالیف کے وقت بانس بریلی میں مقیم ہیں۔ میرے بھائی مرحوم نے ان کو دیکھا تھا راقم سے ملاقات نہیں ہوئی۔

۴۹۔ علیم سید محمد علیم، نواب عبداللطیف طرفدار صوبہ بنگالہ کے خاندان سے ہیں ان کے والد سید محمد عباس الہ آبادی آج کل ریاست بھوپال میں مہتمم بندوبست ہیں۔ سخن گوئی میں طبع سلیم رکھتے ہیں۔ عبدالعزیز خاں عزیز نبیرہ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں بہادر نصیر جنگ والی روہیلکھنڈ کے شاگرد ہیں۔ اس تذکرہ کی تالیف کے وقت تک بھوپال میں ملازم ہیں۔

۵۰۔ غلام غلام نبی ابن سید محمد باقر بلگرامی۔ میر عبدالجلیل بلگرامی کے بھانجے تھے۔ ذکی، عالی فطرت اور قابلیت علمی میں یکتائے روزگار تھے۔ عربی، فارسی اور ہندی میں ممتاز تھے۔ خصوصاً شعر ہندی (بھاکا) میں بڑی مہارت تھی۔ یہی حال موسیقی اور

AsliAhleSunnet.com

ساز ہندی میں بھی تھا۔ افغانوں کی جنگ میں نواب صفدر جنگ کی رفاقت میں لاپتا ہو گئے۔ یہ سانحہ ۱۱۶۳ھ میں واقع ہوا۔ مرزا مظہر جانجاناں نے فن ہندی ان ہی سے سیکھا۔

۵۱۔ غالب مرزا اسد اللہ خاں دہلوی خطاب نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ بہادر شاہجہاں آباد کے نامی شاعروں میں تھے اور خداداد قدرت فکر رکھتے تھے۔ طبیعت میں جدت اور اختراع کا مادہ تھا۔ نظم و نثر میں ان کا ایک خاص طرز ہے۔ دل نشین ترکیبیں تراشتے ہیں۔ ان کے بہتیرے معاصرین نثر و نظم میں ان کے کمال کے قائل ہیں مگر بعضوں نے ان کے کلام پر اعتراضات بھی کئے ہیں۔ قاطع برہان اور ساطع برہان سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے مگر اس میں شک نہیں کہ نثر و نظم کے مختلف اصناف میں ان کو دو مہروں پر فضیلت ہے۔ قصاید، مثنویات، غزلیات اور رباعیات سب کہتے تھے مگر قصیدوں میں گریز اچھا نہیں ہوتا تاہم بھی غزلوں سے قصاید بہتر ہیں۔ ان کے بیشتر قصیدے حکام انگریز اور رؤسا و امرائے ہند کی مدح سرائی میں ہیں۔ بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے وظیفہ خواروں میں تھے۔ مذہبا شیعہ تھے اور کسی وقت شغل شراب سے محروم نہ تھے۔ فارسی زبان پر دسترس ہے مگر عربی الفاظ کے استعمال سے حتی الوسع گریز کرتے ہیں۔ مہر نیم روز، دستنبو، انشا وغیرہ فارسی کتابیں ان سے یادگار رہیں۔ راقم نے ہنگام قیام دہلی میں کئی بار ان کو دیکھا اور ان کی گفتگو سنی۔ اور غزلیں بھی۔ قصیدہ اور غزل بہت جلد موزوں کر لیتے تھے۔ شاعری میں اپنے طرز کو ہاتھ سے جانے نہیں

AsliAhleSunnet.com

دیتے تھے۔ کبھی کبھی شعر ریختہ اردو بھی کہتے تھے۔ ریختہ کا ایک مختصر دیوان ہے۔ فارسی دیوان طبع ہو کر مشہور و معروف ہو گیا ہے۔ اس میں اشعار کی تعداد دس ہزار چار سو چوبیس ہے۔ ہر شعر تاثیر سے لبریز ہے۔ ان کی ولادت کا سال لفظ "غریب" سے ظاہر ہوتا ہے۔ وفات ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ ظہوری اور عرفی کا تتبع ان کا خاص شیوہ ہے۔ طالب اور حزیں کے کلام سے استفادہ کیا ہے۔ ان سے پرانی راہ و رسم کی وجہ سے چند اشعار داخل تذکرہ کئے جاتے ہیں۔

۵۲۔ فطرت میر معز۔ سادات موسوی سے تھے اور بادشاہ عالمگیر کے سربرآوردہ منصب داروں میں شمار تھا۔ صوبہ بہار کی دیوانی ان سے وابستہ تھی۔ ۱۱۰۱ھ میں انتقال ہوا۔ کبھی کبھی موسوی تخلص بھی کرتے تھے۔

۵۳۔ فقیر میر شمس الدین عباسی دہلوی شاہ محمد خیالی کی اولاد سے تھے۔ تخلص گرچہ فقیر تھا مگر استعداد علمی کے اعتبار سے امیر تھے۔ فن انشا و بیان و سخن گوئی میں کمال تھا اور فارسی زبان دانی میں ممتاز تھے۔ دہلی کے ممتاز باشندوں میں تھے ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ بارہویں صدی کی پانچویں دہائی کے اوائل (۱۱۵۰ھ) میں فقیری اختیار کر لی اور اپنے تخلص کے مصداق بن گئے۔ دکن گئے پھر آخر عمر میں آگرہ میں گوشہ نشیں ہو گئے۔

۵۴۔ قایم محمد قایم چاند پوری شاگرد رفیع سودا۔ فارسی میں طبیعت رسا تھی۔ اوائل سنہ ۱۲ھ میں انتقال ہوا۔

AsliAhleSunnet.com

۵۵۔ قتیل

میرزا محمد حسن پسر درگاہی مل کھتری۔ وطن اصلی لاہور۔ محمد باقر کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور شیعہ مذہب اختیار کیا۔ دہلی آئے پھر کالپی گئے اور عماد الملک کے مصاحب بنے اس کے بعد لکھنؤ آکر تاحیات اطمینان خاطر کے ساتھ زندگی بسر کی۔ لکھنؤ کے نومشق شعرا ان سے نسبت تلمذ رکھتے۔ فارسی کی درسی نثر و نظم کی کتابوں پر عبور تھا۔ تحریر فصیح ہوتی تھی۔ فارسی قواعد و ضوابط پر کئی رسالے ان سے یادگار ہیں۔ مثلاً نہر الفصاحت شجرۃ الامانی، چار شربت، وغیرہ۔ عربی عبارت بھی سمجھ لیتے تھے۔ ان کے اشعار دلکش ہوتے ہیں مگر معانی تازہ کی کمی ہے۔ اپنے وقت کے استادوں میں شمار ہوتا تھا گرچہ وہ اس کے اہل نہ تھے۔ سنہ ۱۲۳۰ھ میں وفات ہوئی۔

۵۶۔ قبول

میرزا عبد الغنی کشمیری۔ ممتاز فاضل تھے اور معنی نواز شاعر۔ منصب شاہی کو ترک کر کے شاہجہاں آباد میں درویشی کے لباس میں رہتے تھے۔ سنہ ۱۱۳۹ھ میں وفات پائی۔ میرزا داراب جویا کے شاگرد تھے۔ ملا شاہ بدخشی سے قرابت تھی۔

۵۷۔ گرامی

مرزا عبد الغنی بیگ قبول کے بیٹے اور شاگرد۔ کشمیری۔ اچھے اور خوشگو نازک خیال شاعر تھے۔ شاہجہاں آباد میں قلندر کی طرح رہتے تھے۔ تازہ گوئی کی شراب کہنہ سے لوگوں کے دماغ کو سرشار کرتے تھے۔ سنہ ۱۱۵۶ھ میں وفات پائی۔

ا رندے عجبے ازیں جہاں رفت

تاریخ وفات ہے۔

AsliAhleSunnet.com

۵۸۔ گلشن

شیخ سعد اللہ دہلوی فقیر شاعر تھے۔ خیالات رنگیں ہوتے اور مضامین دلنشیں۔ دنیا سے گریزاں توکل پر مدار تھا۔ اسلام خاں وزیر گجرات احمد آباد کی نسل سے اور زبیر بن عوام رضی کی اولاد سے تھے۔ برہان پور سے نکل کر دہلی آئے اور یہیں مقیم ہو گئے۔ سنہ ۱۱۴۱ھ میں انتقال ہوا۔ دیوان (فارسی) ضخیم ہے۔

۵۹۔ مصیب

شیخ قطب الدین پسر زائر الہ آبادی۔ اپنے والد اور دوسرے علما سے تحصیل کمالات کی۔ اپنے وقت کے نامور لوگوں میں تھے۔ حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں سنہ ۱۱۸۷ھ میں انتقال ہوا۔

۶۰۔ مبتلا

مردان علی خاں اصل وطن مشہد تھا۔ مولوی وجیہ الدین جونپوری کے شاگرد تھے۔ نحو، فقہ، خط نستعلیق و نسخ میں پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ عبد الرضا متین کو بھی دیکھا تھا۔ تذکرہ موسوم بہ نظم معانی لکھا سنہ ۱۲۰۰ھ کے اواخر میں انتقال کیا۔

۶۱۔ مہربان

مولوی شاہ عبد القادر فخری۔ سادات رضویہ نیشاپور سے تھے۔ میر آزاد بلگرامی کے شاگرد تھے۔ فارسی کتابیں ان سے پڑھیں اور اچھی استعداد حاصل کی۔ بہت تیز فہم تھے۔ شعر خوب سمجھتے تھے۔ علم و عمل کے جامع اور تصوف میں صاحب کمال تھے۔ مدراس میں سکونت کرلی تھی نواب والا جاہ کے ساتھ بڑی عزت سے بسر ہوتی تھی۔ سنہ ۱۱۳۴ھ میں رحلت کی۔ میلاپور مضاف مدراس میں مدفون ہوئے۔ تصوف میں صاحب تصانیف ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

۶۲۔ میر

محمد تقی، خاں آرزو کے بھانجے۔ ریختہ گوئی میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے۔ لکھنؤ میں آصف الدولہ کی سرکار میں منسلک تھے۔ فارسی کا بھی ایک دیوان دو ہزار اشعار کا ہے تیرہویں صدی کے اوائل میں انتقال ہو گیا۔

۶۳۔ منت

میر قمر الدین مشہدی۔ وطن دہلی مگر قیام لکھنؤ میں رہا۔ گورنر جنرل کی مدح سرائی کے صلہ میں ملک الشعراء کا خطاب ملا۔ پھر حیدر آباد جا کر دس ہزار روپیہ انعام پایا۔ تیس ہزار اشعار ان سے یادگار ہیں۔ کلکتہ میں انچاس سال کی عمر میں ۱۲۰۸ھ میں انتقال کیا۔

۶۴۔ مصحفی

شیخ غلام ہمدانی ساکن امروہہ (مراد آباد) لکھنؤ میں رہتے تھے۔ فارسی اور ریختہ اردو میں اشعار کہتے تھے۔ ایک مختصر تذکرہ فارسی شعراء کا ترتیب دیا۔ ۱۲۴۰ھ میں وفات پائی۔

۶۵۔ مخلص

آنند رام کھتری لاہوری۔ خطاب رائے رایاں تھا۔ بیدل کے شاگرد اور آرزو کے مربی تھے۔ ۱۱۶۴ھ میں انتقال کیا۔ اعتماد الدولہ قمر الدین خاں وزیر کے وکیل تھے۔

۶۶۔ موسوی[1]

موسوی خاں میرزا معز الدین محمد امام ہفتم کی اولاد سے ممتاز سادات میں تھے۔ اصفہان میں دو سال

---

[1] دیکھو تخلص فطرت۔ دونوں شخصیتیں ایک ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

آقا حسین خوانساری کے حلقہ درس میں رہے۔ اور علوم معقول و منقول میں کمال حاصل کیا۔ سنہ ۱۰۸۲ھ میں ہندوستان آئے۔ خلد مکان (عالمگیر) نے شاہ نواز خاں صفوی کی لڑکی سے ان کی شادی کرادی اور اپنا ہمزلف بنا کر عزت بخشی سارے ممالک دکن کی دیوانی عطا ہوئی۔ ولادت سنہ ۱۰۵۰ھ میں اور وفات سنہ ۱۱۱۱ھ میں ہوئی۔ پہلے فطرت تخلص کرتے تھے آخر میں موسوی رکھا اور خاں کا خطاب اسی تخلص پر اضافہ ہے۔

۶۷۔ منظہر میرزا جان جان دہلوی ابن میرزا جان۔ یہی نام ان کا وجہ تسمیہ ہے۔ فیضان الٰہی کے منظہر۔ فقر و فنا اور توکل و استغنا انکا شعار تھا سارے فضایل ان کی ذات میں جمع تھے۔ معنی پرور شاعر بھی تھے۔ کلام پرشور ہوتا تھا۔ نسباً علوی، مولداً ہندی، مذہباً حنفی، مشرباً نقشبندی تھے۔ بارہویں صدی کے اول عشرہ میں پیدا ہوئے۔ ظاہری نشو ونما آگرہ میں پائی۔ اور باطنی تربیت شاہجہاں آباد میں سنہ ۱۱۹۴ھ[1] میں وفات پائی۔ ان کا دیوان (فارسی) طبع ہوکر مشہور و مقبول ہو چکا ہے۔

۶۸۔ محب سید غلام نبی بلگرامی۔ جوان، تلوار کے دھنی، صاحب قلم، رزم و بزم دونوں میں پیش قدم۔ اشعار دل نشیں اور دل پزیر ہوتے تھے۔ اس دور کے خوشگو شعرا مثلاً حزیں، متین و تحسین سے ملاقاتیں تھیں۔ سنہ ۱۱۶۵ھ میں گولی سے زخمی ہوکر شہید ہوئے۔

---

[1] سنہ ۱۱۹۵ھ صحیح۔

AsliAhleSunnet.com

۶۹۔ مومن — حکیم محمد مومن خاں دہلوی۔ مومن کامل اور شاعر قابل تھے۔ اشعار میں معانی پیدا کرتے تھے۔ فارسی اور ریختہ دونوں زبانوں میں کہتے تھے۔ شاہجہاں آباد کے نامور شاعروں میں تھے اور خداداد استعداد کے مالک تھے۔ جس زمانہ میں طلب علم کے لئے دہلی جانا ہوا تو راقم کے ورود سے چند ماہ قبل مومن انتقال کر چکے تھے۔

۷۰۔ ناصر — نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید خلف نواب آصف جاہ والی حیدرآباد دکن۔ شاگرد آزاد بلگرامی۔ دین پرور امیر اور عادل نامی تھے۔ مشق سخن کرتے تھے اور آبدار اشعار کہتے تھے۔

۷۱۔ نظام — نواب عماد الملک نبیرہ نواب آصف جاہ۔ طبیعت شاعرانہ تھی۔

۷۲۔ نور الحسین — پسر میر آزاد بلگرامی۔ ورانشاً شعر کہتے تھے ان کے بیٹے امیر حیدر، میر آزاد کے پوتے بھی شاعر تھے اور اپنے والد اور دادا سے شاعری میراث میں پائی تھی۔

۷۳۔ نیّر — نواب محمد ضیاء الدین خاں بہادر دہلوی ابن فخر الدولہ نواب احمد بخش خاں بہادر والی فیروزپور۔ سخندان وسخن سنج۔ فارسی میں نیّر اور اردو ریختہ میں رخشاں تخلص کرتے ہیں۔ آج دہلی کو ان کی ذات پر ناز ہے زمرۂ شعرا میں اپنے کلام نمکیں سے ممتاز ہیں۔ قرابت قریبی کے علاوہ میرزا اسد اللہ خاں غالب سے رشتہ تلمذ بھی رکھتے ہیں۔ نثر ونظم فارسی پر یکساں قدرت کاملہ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

راقم جب ہنگام طالب علمی میں دہلی میں تھا تو اکثر ان سے ملاقات ہوئی۔ ان کے بیٹے شہاب الدین خاں مرحوم سے تو دوستی بھی تھی۔ افسوس کہ ہنگامہ غدر میں۔ یہ جوان مرگ خداداد قابلیت کا مالک دنیا سے چل بسا۔ ان کے والد بزرگوار ابھی تک باحیات ہیں۔ اور ہر طرح کے فضائل ظاہری و باطنی سے آراستہ ہیں۔

۴۷۔ نواب اس تذکرہ کے راقم۔ نام صدیق بن حسن بن علی حسینی بخاری قنوجی۔ زیادہ تر فضلا، مفسرین، علما اور محدثین کی خدمت میں رہے۔ ابتدائے شعور میں کبھی کبھی شعر گوئی پر مائل تھے۔ اور کلام موزوں سے دلچسپی تھی۔ اب اس سے کنارہ کش ہیں کیونکہ ایک مدت تک اس کوچہ شاعری میں رہکر نابلد ہی رہے۔ اس تذکرہ میں اپنا ذکر کرنا ناگزیر سمجھا اسلئے چند باتیں قلمبند کر دیں۔ ولادت ۱۹ رجمادی الاول روز یکشنبہ ۱۲۴۸ھ میں ہوئی۔ اپنے وطن قنوج محلہ چاند پورہ میں نشو و نما پائی۔ قنوج گنگا و جمنا کے دوآبہ میں واقع ہے۔ سلسلہ نسب سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے ملتا ہے اور امام زین العابدین ابن حسین ابن سید الشہدا حسین ؑ پر منتہی ہوتا ہے۔ ان کی اولاد سادات بخاری مشہور ہے۔ علوم متداولہ کی تحصیل اپنے زمانہ کے مشاہیر علما سے کی۔ اور صدر الصدور مفتی صدر الدین خاں آزردہ سے تکمیل کی۔ جملہ علوم منطق، حکمت، فقہ اور علم ادب کی سندیں حاصل کیں اور دینی علوم تفسیر، حدیث، فقہ اہل سنت اور اسماء رجال مولانا شیخ حسن بن محسن انصاری

AsliAhleSunnet.com

سے حاصل کیے۔ مولانا محمد یعقوب دہلوی برادر مولانا محمد اسحٰق سے (جو مقیم مکہ معظمہ تھے) سند حدیث حاصل کی۔ مولوی محمد عبد الحق بن فضل اللہ ساکن قصبہ نیوتنی سے فیض حاصل کیا۔ مجھے یہ رفعت علمی جو حاصل ہے وہ انہیں بزرگوں کا فیض ہے۔ اجازت صحیحین ایک بڑی فضیلت ہے۔ یہ نعمت جو مجھ کو ملی وہ کم ہی لوگوں کو ملی ہوگی۔ اس کے بعد علوم دینی کی کتابوں کا غایر مطالعہ کرتا رہا اور کافی فائدہ اٹھایا۔ خصوصًا تصانیف شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی و حافظ متکلم محمد بن ابی بکر بن قیم جوزی و سید محمد اسمٰعیل بن امیر یمانی و قاضی القضاۃ محمد بن علی شوکانی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے وقت کے یگانہ اور مجتہد زمانہ ہیں اور سوائے کتاب و سنت کے کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ یہ خاکسار بھی ان ہی لوگوں کا پیرو ہے۔ راقم مذہبًا سنی اور طریقۃً نقشبندی ہے۔ گرچہ ابھی تک کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور صرف شارع اسلام کے چشمہ کوثر سے فیضیاب ہے۔ راقم کو پانچ بار سفر کا موقع ملا۔ ایک بار تو طلب علم میں فرخ آباد کا پور اور دہلی جانے کا اتفاق ہوا اور بقدر ظرف علم سے بہرور ہوا۔ دوسرا سفر طلب معاش میں پہلے بھوپال پھر ٹونک جانا ہوا ٹونک میں آٹھ مہینے سے زیادہ قیام نہ رہا وہاں دل نہ لگا محض وزیر الدولہ والی ٹونک کی خاطر سے اتنا بھی قیام کرنا پڑا پھر بھوپال لوٹ کر آیا یہاں نائب السلطنت مدار المہام محمد جمال الدین خان صاحب کی لڑکی سے رشتہ مناکحت ہوا۔ یہ راقم کی پہلی شادی تھی۔ دو لڑکے اور ایک

AsliAhleSunnet.com

لڑکی کی ولادت ہوئی۔ اسی عرصہ میں دوسرے شہروں مثلاً میرزاپور،
جبلپور اور ہوشنگ آباد وغیرہ میں بھی آنا جانا ہوتا رہا۔ نواب سکندر
بیگم صاحبہ والیہ سلطنت کے ہمراہ اندور بھی گیا اور آیا۔ ان کے انتقال
کے بعد نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ والیہ ریاست ہوئیں۔ راقم کا تیسرا
سفر حرمین شریفین کا ہوا۔ ۱۲۸۵ھ میں زیارت حرمین کی جو دیرینہ
آرزو تھی وہ پوری ہوئی۔ اس سفر میں کتب علوم قرآن و حدیث
کا مطالعہ رہا اور کتابیں نقل کیں جو آج بھی راقم کے کتب خانہ میں
موجود ہیں۔ حرم میں خدا سے دعا مانگی تھی کہ مجھے اتنی روزی ملے
جس سے پیٹ پال سکوں اس سے زیادہ کی حاجت نہیں۔ رزق حلال
ملے اور کسی کا دست نگر نہ بنا۔ سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ علم
دینی میں کمال عطا فرما۔ خدا نے میری دعا قبول فرمائی۔ حج سے واپسی
کے بعد بھوپال آکر مدارس کا مہتمم بنایا گیا! اس کے بعد رئیسہ اعظم
کے دربار میں خدمت دار الانشا سے نوازا گیا۔ خطاب خانی سے
سرفراز ہوا اور دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ
رئیسہ معظمہ نے اپنا عقد ثانی راقم سے کیا۔ پہلے نیابت کا منصب ملا
پھر جلد ہی نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق خاں بہادر کا خطاب
ملا۔ اور اس جدید انتساب کی بنا پر پچھتر ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کا علاقہ
محال بریلی میں ملا۔ آجکل بھوپال میں قیام ہے اور ہر طرح کا اقبال
خدا نے عنایت کیا ہے۔ گرچہ خود اپنے کو گوشہ نشین سمجھتا ہوں مگر لوگ
مجھے صاحب سلطنت سمجھتے ہیں۔ چوتھا سفر ملکہ کے ساتھ بمبئی کا ہوا۔

AsliAhleSunnet.com

لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل نے بلند خطابات سے نوازا۔ اسی سفر میں
گجرات جانے کا بھی اتفاق ہوا۔ سورت، احمد آباد، بیدر اور وہاں کی
عمارتیں دیکھنے کا موقع ملا۔ پانچواں سفر ملکہ کے ساتھ کلکتہ کا ذیقعدہ
سنہ ۱۲۹۲ھ میں ہوا۔ وہاں حکام انگریز اور میر نواب علی خاں سر سالار
جنگ بہادر، وزیر حیدر آباد اور نواب امیر علی خاں بہادر وزیر السلطان
اور دوسرے بڑے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ واپسی میں بنارس،
الہ آباد اور کانپور میں بھی ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ پھر بھوپال کی واپسی
ہوئی۔ پہلے تین سفر کسب علوم کے سلسلہ میں ہوئے۔ دو آخر کے سفر
ملکہ معظمہ کی معیت میں اب سفر آخرت درپیش ہے۔ عمر کا یہ اخیر حصہ
قرآن واحادیث کے مطالعہ اور ان سے متعلق علوم میں صرف ہوتا ہے۔
اس وقت عمر چوالیس سال کی ہوگئی۔ اپنا کلام بھی داخل تذکرہ کرنا
پڑا تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ سب کا کلام لکھا مگر اپنا کلام پوشیدہ رکھا۔

۷۵۔ نور راقم تذکرہ کے سب سے بڑے صاحبزادے۔ سید نور الحسن
۲۱ ماہ رجب سنہ ۱۲۷۸ھ کو پیدا ہوئے۔ اس وقت عمر
پندرہ سال کی ہوئی۔ تاریخی نام نظیر حسن ہے۔ مولوی الٰہی بخش فیض آبادی
مؤلف تحفہ شاہجہانی اور مدرس مدرسہ سلیمانی سے شرح جامی پڑھ رہے
ہیں۔ گرچہ حصول علم میں شاعری ممنوع ہے پھر بھی فطری صلاحیت سے
کبھی کبھی اشعار کہہ لیتے ہیں۔

۷۶۔ ناسخ مولوی عبد الغفور خاں بہادر۔ مختلف علوم و
فنون سے آراستہ۔ ضیغم اور وحشت کے خاص

AsliAhleSunnet.com

شاگردوں میں ہیں۔ ان کے والد قاضی فقیر محمد مرحوم عدالت کے وکیل تھے۔ ان کے بھائی مولوی عبداللطیف خاں بہادر حکام فرنگ کے مقرب۔ اچھے شاعر ہیں۔ عید کے دن سنہ ۱۲۴۹ھ میں بمقام کلکتہ پیدا ہوئے۔ یہیں تعلیم پائی اور سرکار انگریزی میں عہدہ کلکٹری ومجسٹریٹی پر مامور جہانگیر نگر ڈھاکہ کے ناظم ہیں۔

۷۷۔ نادر سید نجم الدین حسین پسر سید قمر الدین۔ وطن ایٹہ ضلع نصیر آباد۔ علوم متداولہ اور شعر وسخن میں شاہ سلامت اللہ کشفی ان کے استاد تھے۔ طبع موزوں تھی اور کلام خوش مضمون۔

۷۸۔ واسطی سید فضل رسول خاں بہادر ابن حکیم عبد اللہ وطن سنار یلہ۔ مضافات اودھ۔ مخدوم سید علاء الدین واسطی جا خلیبری کی اولاد سے ہیں جن کا سلسلہ سید ابوالفرح واسطی کے واسطہ سے حضرت زید شہید ابن امام زین العابدین سے ملتا ہے۔ لوگوں میں ممتاز اور حکام انگریزی کی نگاہ میں معزز۔ غدر کے زمانہ میں انہوں نے حکام انگریزی کی مدد کی اس وجہ سے انگریزوں کے منظور نظر رہے اور نوازشوں کے مستحق ٹھہرے۔

ان کا کلام فارسی اور اردو شعرا کی نظروں میں مقبول اور مسلم ہے۔ منشی سید مظفر علی خاں اسیر کے شاگرد ہیں۔ اسیر قصبہ امیٹھی کے باشندہ ہیں لکھنؤ میں نشو ونما پائی اور واجد علی شاہ کے ندیم اور دبیر ہوئے۔

AsliAhleSunnet.com

۷۹۔ واقف شیخ نور العین پسر قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ تابع لاہور۔ ایک عمر سخن کی خدمت میں بسر کی اور تصحیح زبان میں کوشاں رہے۔ علوم رسمیہ کی تحصیل بھی کرتے رہے مگر شاعری کا چسکا پڑ گیا۔ خود کہتے تھے کہ ایک رات خواب میں ایک مصرع کہا۔ ع

جام طرب بہ دست تو لبریز دادہ اند

بیداری کے بعد دوسرا مصرع کہا ع

در خندہ اختیار نداری بر نگ گل

یہ بھی کہتے تھے کہ ایک مصرع موزوں ہوا۔ ع

اے چراغت بخت اندر رنگ حنا زود بیا

پچھ مہینہ سر مارا تب جا کر کہیں دوسرا مصرع لگا

دل زد ستم بہ شبستان غمت گم گردید

دیوان ضخیم ہے۔

۸۰۔ والہ علی قلی خاں داغستانی۔ ان کا نسب حضرت عباس عم آنحضرت صلعم تک پہنچا ہے۔ ہندوستان آکر رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب پر پہنچے۔ ان کی پیدائش اصفہان میں ۱۱۲۴ھ میں ہوئی۔ ہنگامہ نادر شاہی میں ان کے ساتھ عجیب حادثہ پیش آیا یعنی والہ اپنی چچیری بہن خدیجہ سلطان سے منسوب تھے۔ یہ دونوں مکتب میں ساتھ پڑھتے تھے۔ گویا لیلیٰ مجنوں تھے۔ جب افغان اصفہان پر قابض ہو گئے تو غلام محمود خاں نے خدیجہ سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد نادر شاہ بغیر نکاح اس پر متصرف رہا۔

AsliAhleSunnet.com

اس کے بعد نجف قلی خاں حاکم یزد کی زوجہ رہی۔ نجف خاں کے مقتول ہونے کے بعد صالح خاں قاتل نجف نے اس سے نکاح کیا اس کے بعد میرزا احمد وزیر اصفہان نے نکاح کیا۔ اس کے قتل کے بعد خدیجہ سلطان نے ہندوستان آنے کا ارادہ کیا مگر راستہ ہی میں فوت ہو گئی۔ بیچارہ والہ ہندوستان میں ہمیشہ اس پر والہ و شیدا رہا اور فراقیہ مضامین کے بہت سے اشعار کہے۔ میر آزاد نے والہ کو لاہور میں دیکھا تھا اور ان کے احوال خزانۂ عامرہ میں لکھے ہیں۔ والہ نے دہلی میں ۱۱۷۰ھ وفات پائی۔ مرض موت میں جب جانکنی کا عالم تھا والہ فکر سخن میں غرق ہوا۔ مولوی عبداللہ کشمیری نے کہا کہ شعر کہنے کا یہ کون سا وقت ہے۔ کلمہ پڑھنا چاہیئے۔ اور ایمان تازہ کرنا چاہیئے۔ والہ کو غصہ آگیا اور انہوں نے اپنی ایک رباعی جو قبل کہی تھی پڑھی۔ ؎

گر جاں رود دم ز تو نخواہم مردن
ور خاک شود بدن نہ خواہم مردن
گویند علی قلی بمرد ایں غلط است
اوہام تو مرد من نخواہم مردن

۱۸ - واحد میر عبدالواحد ترمذی بلگرامی۔ طبیعت لطیف اور ذہن شریف رکھتے تھے۔ اخلاق حسنہ کے پیکر تھے۔ نجابت ان کے چہرے سے عیاں تھی اور خلق محمدی ان کی سرشت سے آشکارا۔ فارسی اور ہندی میں اشعار کہتے تھے۔ کفار سے جنگ میں موضع راہوں تابع لاہور میں جام شہادت پیا۔ یہ

AsliAhleSunnet.com

واقعہ ۱۳۴۳ھ میں ہوا۔ کلام اچھا ہوتا تھا مگر مدون نہ ہو سکا۔ بیاضوں میں ان کے جو اشعار ملے لکھے گئے۔

۸۲۔ وفا عبدالغفار۔ فارسی شاعری کی حیثیت سے مشہور رہے۔ جہانگیر نگر کے رئیسوں میں ہیں میرزا اسد اللہ خاں غالب سے خط وکتابت کے ذریعہ اصلاح لیتے تھے۔

۸۳۔ وحشت رشید النبی پسر حبیب النبی مجدد الف ثانی کی اولاد میں تھے۔ حکام زمانہ کے حکم سے مدرسہ عالیہ کلکتہ میں علوم عربیہ کا درس دیتے تھے۔ اور ضلع ہوگلی کے مشہور مفتی تھے۔ علوم رسمیہ سے اچھی طرح واقف تھے۔ حافظ اکرام احمد ضیغم کے شاگرد تھے۔ ذہن سلیم اور طبع مستقیم رکھتے تھے۔ عربی، فارسی اور اردو میں اچھی شاعری کرتے تھے۔ افسوس کہ عین جوانی میں ۱۲۷۴ھ میں انتقال کر گئے۔

۸۴۔ واصف حکیم اشرف حسین پسر حکیم اصغر حسین فرخ آبادی باوجودیکہ ابھی نوجوان ہی ہیں مگر فضائل حاصل کر چکے ہیں اور ذہین وفتین معروف ہیں۔ راقم تذکرہ سے آشنا ہیں اور بزم شعرا میں نغمہ خواں۔

۸۵۔ وحید مولوی ابوالمعانی محمد عبدالرؤف بن منشی احمد علی مرحوم۔ وطن کلکتہ۔ محکمہ گورنری کونسلی قانونی کے مترجم اول۔ شاہ الفت حسین (فریاد) کے شاگرد اور مشق سخن سے خود استاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آجکل کلکتہ میں ان کی ذات وجہ نازش ہے۔ فارسی نظم ونثر میں ممتاز ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

نگارستان سخن

۱۔ آزاد سید محمود ابن سید اسد اللہ بن حیدر خلف سید مہدی خاں بہادر رئیس جہانگیر ڈھاکہ۔ عمر تیس سال کی ہے۔ طبیعت موزوں ہے۔ حافظ اکرام احمد ضیغم رام پوری اور آغا احمد علی وحید جہانگیر نگری کے شاگرد ہیں۔ ان کی مثنوی ذوبحرین میں ان کی قوت شاعری کی دلیل ہے اور قصاید سے ان کی شاعری کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔ اجمل شاہ محمد اجمل خلف حضرت شاہ ناصر ولد شاہ محمد یحیٰ عرف شاہ خوب اللہ الہ آبادی، حضرت شاہ فاخر زائر کے بھتیجے۔ حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی کے خاندان سے ہیں۔ فاخر مکین سے مقابلہ اور معرکہ ہوا تھا۔

۳۔ اسیر منشی سید مظفر علی ابن میر مدد علی۔ ننھیال لکھنؤ میں ہے اور ددھیال قصبہ امیٹھی ہیں۔ شریف سادات خاندان سے ہیں۔ واجد علی شاہ اختر کی سرکار سے وابستہ ہوئے اور تدبیر الدولہ دبیر الملک میر مظفر علی خاں بہادر بہادر جنگ خطاب ملا۔ بادشاہ کی نظر عنایت رہی۔ اور آخر عہد سلطنت تک معزز و ممتاز رہے ملک کی تباہی اور بادشاہ کے کلکتہ چلے جانے کے بعد اسیر پریشانیوں میں

AsliAhleSunnet.com

مبتلا رہے آخر نواب کلب علی خاں بہادر والی رام پور تک رسائی ہوئی،
ملازم ہوئے اور کبھی لکھنؤ میں اور کبھی رام پور میں قیام رہتا ہے
فکر شعر میں غرق رہتے ہیں اور اس دیار کے شعرا میں سب سے ممتاز
ہیں۔ خوش گفتار شعرا کے استاد ہیں امیر[1] کو ان کی شاگردی کا سرمایہ
ناز ہے اور واسطی[2] کو وجہ امتیاز۔ فارسی اور اردو دونوں خوب کہتے
ہیں اور ایک دوسرے پر فوقیت کے کوشاں۔ دونوں زبانوں میں دیوان
مرتب رکھتے ہیں۔

۴۷۔ اشرف | سید شاہ محمد حسن ابن قطب زماں ..... حضرت سید شاہ محمد زماں صاحب حنفی قادری حسنی
ابن سید شاہ رفیع الزماں صاحب الہ آبادی۔ حضرت شاہ عبدالطیف
الہ آبادی کے خانوادہ سے ہیں اور مولوی حکیم فخرالدین احمد کے
بڑے بھائی تھے۔ ان کا اکثر کلام نعتیہ ہوتا ہے۔ کبھی کبھی فرصت کے
وقت کچھ اور بھی کہہ لیا کرتے تھے۔ ایک مختصر دیوان فارسی کے
علاوہ علم اخلاق میں ایک مثنوی معدن فیض، فارسی میں ایک دوسری
مثنوی لکھی ہے کبھی کبھی اردو میں بھی کہتے تھے۔ بڑے متقی تھے۔ اپنے
والد کے انتقال کے بعد سجادہ نشیں ہوئے۔

۴۸۔ اعلیٰ | شاہ محمد اعلیٰ خلف شاہ محمد علیم، شیخ محمد افضل
الہ آبادی کے خاندان سے ہیں۔

---

[1] امیر احمد مینائی۔ [2] منشی فضل رسول واسطی

AsliAhleSunnet.com

۶۔ امداد مولوی امداد علی خیرآبادی، نواب قدسیہ بیگم بھوپال کے عہد میں کوتوال تھے اور جہانگیر محمد خاں کے عہد میں ان کے مصاحب رہے۔ سکندر بیگم کے عہد میں کچھ دنوں ملازم رہکر گوشہ نشین ہوگئے۔ نواب نظیرالدولہ باقی محمد خاں بہادر نے اپنا کامدار یا لال(؟) بنادیا۔ کچھ دنوں کے بعد مستعفی ہوگئے اور گوشہ نشین ہوگئے۔ نواب قدسیہ بیگم نے ان کا ایک روپیہ یومیہ مقرر کردیا۔ ۱۲۸۵ھ میں انتقال ہوا۔

۷۔ امیر منشی امیر احمد مولوی کرم محمد مرحوم کے چھوٹے بیٹے۔ ساکن لکھنو۔ شیخ محمد مینا کی اولاد سے ہیں۔ سن شعور سے علوم متداولہ میں مہارت حاصل کی اور اسی زمانہ سے شاعری کا شوق ہوا اور اسیر کے شاگرد ہوئے۔ سخن کی مشاقی ایسی کی کہ دیکھنے والے محو حیرت ہوئے۔ غدر کے بعد نواب محمد یوسف علی خاں نے ان کی شاعری سے متاثر ہو کر ان کو لکھنو سے رام پور بلوا کر شاعری میں اپنا استاد بنایا۔ نواب کے انتقال کے بعد ان کے بڑے لڑکے نواب کلب علی خاں ریاست کے والی ہوئے، ان کو امیر کی خوش وضعی، متانت اور لیاقت بہت پسند آئی یہاں تک کہ نواب کو بھی ذوق سخن پیدا ہوا چونکہ طبیعت رسا تھی اور استاد لائق دن رات کی محنت سے تھوڑے عرصہ میں نواب صاحب نے دیوان اردو مرتب کرلیا۔ اور چھپ بھی گیا۔ امیر کی تصانیف میں مراۃ الغیب دیوان اردو، گوہر انتخاب دیوان معرولات اردو، محامد خاتم النبیین دیوان لغت اردو مضامین دل آشوب، مجموعہ

AsliAhleSunnet.com

واسوخت وقصاید و مثنویات مثلاً نورِ تجلی، ابرِ کرم، مسدس نعتیہ موسوم بہ ذکرِ شاہِ انبیا حضرت سرورِ عالم جس میں ولادت سے وفات تک کے حالات ہیں۔ ان کے علاوہ ایک جامع لغت بنام ''سرمۂ بصیرت''[1] تین جزو میں تالیف کیا اس لغت میں عربی و فارسی کے ان الفاظ کی جو غلط استعمال ہوتے ہیں تحقیق کی ہے اور اساتذہ کے کلام سے سندیں پیش کی ہیں ان کے علاوہ اور بھی ناتمام تصنیفیں مختصر اور مبسوط ہیں جن کی ترتیب فرصت نہ ہونے کی وجہ سے نہ ہو سکی۔ بعض فنون غریبہ سے مناسبت پیدا کی اور شہرت حاصل کی۔ مثلاً علمِ جفر میں۔ اگرچہ فارسی میں بہت کم کہا مگر دوسروں کی تعلیم کے لئے اور شاگردوں کی اصلاح میں وقت صرف کیا۔ بزمِ سخن کی تالیف کے وقت والد ماجد نے مولوی عبد الحق صاحب ابن مولوی فضلِ حق خیر آبادی کی وساطت سے امیر کے اشعار اور ان کے احوال رامپور سے طلب کئے۔ امیر صاحب نے دو تین غزلیں فصیح و بلیغ کہکر بھیجیں اور لکھا کر ''آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں فارسی میں نہیں کہتا۔ میرے بھانجے حافظ علی سلمہٗ نے بھی جو بھوپال میں ملازم ہیں مجھ سے فارسی اشعار مانگے، میں نے معذوری ظاہر کی اور فرصت بھی مفقود تھی۔ اب جبکہ آپ نے طلب کیا ہے تو میرے عزیز شیخ فصیح الزماں نے جو چند اشعار جمع کر رکھے تھے روانہ کر رہا ہوں۔ میں کس قابل ہوں کہ میرا کلام نواب عالی جاہ کی نگاہوں کے سامنے پیش کیا جائے یہ محض ذرہ نوازی ہے۔ نواب صاحب کی ذرہ نوازی آفتاب

---

[1] امیر اللغات۔

AsliAhleSunnet.com

کی طرح روشن ہے"۔

۸۔ انسخ مولوی محمد عصمۃ اللہ ابن رحمۃ اللہ وطن ہنڈوہ ضلع ہوگلی شاگرد عبد الغفور نساخ۔ استاد کے طریقہ پر شاعری کرتے ہیں۔

۹۔ بسمل امیر حسن خاں رئیس کاکوری متصل لکھنؤ۔ کلام دل پذیر ہوتا ہے۔

۱۰۔ بیخبر منشی غلام غوث کشمیری منشی گورنمنٹ شمالی وجنوبی الہ آباد۔

۱۱۔ تشنہ محمد یوسف ابن بدیع الزماں ان کا اصلی وطن نہر جبہر (جلیسور) ہے۔ اسی شہر میں نشو نما پائی اور تکمیل علم کے لئے وہاں سے کلکتہ آئے اور عربی فارسی اور انگریزی پڑھی۔ مولوی معراج الدین واقف سے اصلاح سخن لیتے ہیں۔ گرچہ شاعری میں مبتدی ہیں لیکن تکمیل کی طرف طبیعت راغب ہے۔

۱۲۔ تفتہ منشی ہرگوپال ولد موتی لال سکندرآبادی شاگرد میرزا اسد اللہ خاں غالب۔

۱۳۔ توفیق شاہزادہ بشیر الدین خلف سلطان شکر اللہ ابن ٹیپو سلطان شہید۔ جب توفیق کے دادا جنگ فرنگ میں شہید ہوئے اور ان کے والد مع اہل وعیال قلعہ بنگلور میں مقید کردیئے گئے۔ تو قلعہ کی فوج نے انگریزوں سے بغاوت کردی۔ انگریزوں نے حسن تدبیر سے وارثین تخت کو وہاں سے ٹالی گنج کلکتہ روانہ کردیا۔ توفیق

AsliAhleSunnet.com

اپنے والد کی طرح جملہ صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ رکھتے ہیں۔
موزون طبع ہیں ان کا کلام ان کی بلندی فکر کا شاہد ہے۔

۱۴- ثاقب شنیو پردھان مہاراجہ جے گوپال سنگھ بہادر ولد منشی بنبی پرشاد قوم کایستھ ساکن لکھنو۔ آج کل واجد علی شاہ اودھ کی ملازمت میں کلکتہ ہی میں مقیم ہیں۔

۱۵- جمیل مولوی جمیل الدین فرخ آبادی وطن اصلی شیخ پور تھا۔ فطری شاعر تھے۔ پہلے ہجو گوئی پر راغب تھے پھر بزرگوں کے انداز پر وہ نامناسب طریقہ چھوڑ دیا اور نعتیہ قصائد کہنے لگے۔

۱۶- جوہر منشی جواہر سنگھ ولد بختاور سنگھ لکھنوی جواہر معانی کے جوہری۔ اردو میں خواجہ وزیر لکھنوی سے اور فارسی میں گل محمد خاں ناطق مکرانی کے شاگرد تھے۔

۱۷- حالی مولوی الطاف حسین۔ وطن پانی پت ان کا کلام شعر وسخن کی آبرو ہے۔

۱۸- حسین نواب غلام حسین خاں شاہجہاں پوری نواب دلیر خاں منصب دار شاہجہانی بانی شاہجہاں پور کی اولاد میں سے تھے۔ بڑی عزت اور توقیر سے زندگی گزارتے تھے۔ فارسی اور اردو کی نظم ونثر میں مہارت کامل تھی۔ بیس سال سے زیادہ ہوئے کہ انتقال کر گئے۔ خوب کہتے ہیں۔

۱۹- حکیم منشی منظر علی خاں اسیر لکھنوی کے بڑے بیٹے۔ واجد علی شاہ نے کلکتہ سے ان کو خطاب حکمت الدولہ

AsliAhleSunnet.com

سید غضنفر علی خاں بہادر صولت جنگ عطا کیا اپنے والد سے تربیت پاکر نظم ونثر فارسی واردو میں دستگاہ حاصل کی۔ بذلہ سنج، لطیفہ گو اور خوش فکر تھے۔

۲۰۔ حیرت منشی کنج بہاری لال نواب کلب علی خاں کی سرکار میں عہدہ بخشیگری پر مامور ہیں۔ نثر کی طرف طبیعت مائل ہے، دنیوی مشاغلی ترک تعلقات سے مانع ہیں مولوی رفیع الدین نزہت کے شاگرد ہیں اور فارسی سے زیادہ رغبت ہے۔

۲۱۔ حیرت شاہ محمد علیم شاہ محمد اجمل الہ آبادی کے بھائیوں میں تھے۔ پڑھنے پڑھانے کا مشغلہ اور پیری مریدی کا سلسلہ تھا۔ اردو میں بینا یہ تخلص تھا اور فن ریختہ میں کامل وقت تھے۔

۲۲۔ خاور محمد اکبر پسر میرزا مہدی قزلباش۔ وطن اصلی سیستان تھا مگر آباواجداد ایک مدت سے کابل کے نواح میں قیام پذیر تھے۔ آغاز جوانی میں خاور کے دل میں ہندوستان کے سیر کی تمنا پیدا ہوئی۔ اسی شوق میں دہلی پہنچے۔ طبیعت موزوں تھی۔ اصلاح کے لئے اسد اللہ خاں غالب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر وہاں سے لکھنو چلے گئے اور ایک عرصہ تک وہاں رہے۔ طبیعت میں حصول علم کا جذبہ تھا، اردو زبان سیکھنے لگے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان کے فصحا کی سی گفتگو کرنے لگے۔ اور اردو میں شعر بھی کہنا شروع کیا کابل کے ہنگامہ دار وگیر میں انگریز افسران بڑی مصیبت میں پھنسے۔

AsliAhleSunnet.com

خاورؔ کے بزرگوں نے انگریزوں کو پناہ دی اور ان کو محفوظ مقام میں پہنچایا۔ انگریزوں نے جاتے وقت اپنے محسنین اور ان کی اولاد کے دست و بازو پر شناخت کے لئے کچھ علامتیں بنادیں۔ خاورؔ بھی اس نشانی پر فخر کرتے تھے۔ ہر انگریز اسی نشانی سے پہچان لیتا تھا۔ لکھنؤ میں ڈاکٹر مسٹر لوکن جو خاورؔ کے والد اور چچا کا احسان مند تھا۔ ان کی بڑی خاطر مدارات کرتا اور امداد کرتا تھا۔ ..... یہ باتیں مجھے مولوی ابوالحامد محمد یوسف علی صاحب یوسفؔ سے معلوم ہوئیں۔ لکھنؤ میں خاورؔ سے ان کی بڑی دوستی تھی اور روزانہ ساتھ نشست رہتی تھی۔

۲۳۔ ذکی منشی احمد حسین بن حکیم فضل حسین صفی پوری نواسہ منشی احمد علی رساؔ ریاست بھوپال سے منسلک اور اس تذکرہ کے کاتب ہیں۔

۲۴۔ رافت شاہ رؤف احمد پسر شاہ شعور احمد ساکن رامپور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی اولاد سے ہیں۔ ایک مدت تک بھوپال میں رشد و ہدایت کرتے رہے وہاں کے رؤسا ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ ۱۲۴۹ھ میں حج کے لئے روانہ ہوئے۔ دریائی سفر میں اڑتالیس سال کی عمر میں جاں بحق ہوئے۔ جہاز کے ناخدا نے خواب میں ان کی بزرگی کی اطلاع پاکر ان کی نعش کو بندر لیس میں لیجاکر سپرد خاک کیا۔ بہت پرگو شاعر تھے۔ فارسی اور اور اردو کے دو دواوین مرتب ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

۲۵۔ رحیم | شاہزادہ رحیم الدین نبیرہ سلطان ٹیپو شاہزادہ توفیق ان کے چچا زاد بھائیوں میں ہیں۔ ٹالی گنج کلکتہ میں عزت و توقیر سے بسر کرتے ہیں۔ اور رنعت گوئی میں مصروف رہتے ہیں۔ ایک ہفت بند بطرز ہفت بند کاشی حضرت رسالت پناہ کی شان میں کہا اور خوب کہا۔

۲۶۔ رویت | مولوی حبیب احمد پسر شاہ رؤف احمد رأفت۔ اپنے والد کے شاگرد تھے۔ علوم متداولہ میں فخر خاندان تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے اولاد میں سے ہیں۔ رام پور میں پیدا ہوئے اور یہیں نشو نما ہوئی کم سنی کے باوجود نکتہ سنجی برجستہ تلاش کا سلیقہ بہت اچھا تھا نواب شاہجہاں بیگم کی شادی کا فخر رکھتے تھے۔ وبائے عام میں عین جوانی میں بھوپال میں بتاریخ ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۲۶۴ھ انتقال ہوا۔

۲۷۔ سراج | مولوی سراج الدین گرچہ مولد اور مسکن فرید پور ہے مگر قیام مرشد آباد میں ہے۔ ابتدائے شعور سے عربی، فارسی اور اردو میں شعر کہتے ہیں۔

۲۸۔ سرور | شیخ مراد علی لکھنوی شاگرد غلام ہمدانی مصحفی سنہ ۱۲۴۰ھ میں انتقال ہوا۔

۲۹۔ سلطان | شاہزادہ اعظم الدین، برادر علاتی شاہزادہ بشیر الدین توفیق بن شکر اللہ بن ٹیپو سلطان۔ سخن لطیف اور کلام اچھا ہوتا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ والیہ بھوپال۔

۳۰۔ شاہجہاں گرچہ شمع انجمن میں آپ کے احوال موجود ہیں پھر بھی شکرانہ کے طور پر اس تذکرہ میں ذکر کرنا ضروری ہے۔ اس دور میں جبکہ دوسرے شاہان ہند محو عیش و نشاط ہیں، آپ کی ذات گرامی سراپا عدل ہے۔ سنہ ۱۲۵۴ھ میں ولادت ہوئی۔ پہلے ۱۲۶۳ھ میں پھر دوبارہ سنہ ۱۲۸۵ھ میں بھوپال کی ملکہ بنیں۔ اور سنہ ۱۲۸۸ھ میں میرے والد ماجد کے عقد مناکحت میں آئیں۔ سنہ ۱۲۸۹ھ میں بمبئی میں درجہ نیچی اور تمغۂ ستارہ ملا۔ سنہ ۱۲۹۲ھ میں کلکتہ میں ولی عہد انگلستان سے تمغۂ جدید ملا۔ ان دونوں سفر میں راقم الحروف بھی ہمراہ تھا۔ ان کا نسب افغان میرزائی خیل ہے۔ ان کے جد اعلیٰ میر دوست محمد خاں سنہ ۱۱۲۰ھ میں اس علاقہ میں آئے اور بھوپال کو دارالسلطنت بنایا۔ یہ نیا شہر ہندوستان کے اقلیم دوم میں ہے۔ اس کا طول ایک سو گیارہ درجہ اور عرض تئیس درجہ ہے یمن، تہامہ اور مکہ اس اقلیم کی ابتدا میں اور مدینہ وسط میں ہے۔ یہاں کا طویل سے طویل دن پونے چودہ گھنٹے کا ہوتا ہے۔ یہاں کے لوگ سیاہ اور گندمی رنگ کے درمیان کے ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر کا بانی راجہ بھوج والی اجین معاصر آنحضرت صلعم تھا۔ دریا پر ایک بند بندھوایا۔ بھوج پال نام بڑا کثرت استعمال سے بھوپال ہو گیا۔ پال ہندی میں آبگیر کو کہتے ہیں۔ یہ آبگیر ساڑھے چار میل لمبا اور آدھا میل چوڑا ہے۔ یہ علاقہ صوبہ مالوہ کے سرحد گونڈوانہ پر واقع ہے۔

AsliAhleSunnet.com

پتھر کا قلعہ بھی ہے اور سنہ ۱۹۰۶ء کی دوم شماری کے حساب سے تین ہزار چار سو آباد دیہات اور سات سو چار دیہات کم آباد دکھے۔ آجکل ان میں سے اکثر آباد ہو چکے ہیں۔ خاص شہر میں ساٹھ ہزار کی آبادی ہے۔ یہاں کی ایک سال کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ کی ہے اس کے پورب قصبہ ساگر، دکھن ہوشنگ آباد، پچھم ریاست اندور اور اتر گوالیار کا علاقہ ہے۔ یہاں کی موجودہ سلطنت کی بنیاد عہد بہادر شاہ بن اورنگ زیب میں پڑی آج اس ریاست کی عمر ایک سو نہتر سال کی ہو چکی۔ ملکہ معظمہ کی توجہ سے ریاست میں اہل کمال وفن کا جمگھٹا ہے جس کی مثال پہلے کبھی نہیں ملتی۔ اور مستقبل میں بھی امید نہیں۔ قنوج کے بارے میں جہاں والد ماجد کا وطن ہے کتاب حجج الکرام میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مجد الدین فیروزآبادی نے ہندوستان کے شہروں میں اپنی کتاب قاموس میں صرف دو شہروں کا ذکر کیا ہے ایک تو دہلی دوسرے قنوج۔ اور ابوالفدا نے اپنے "مختصر" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کی پہلی آبادی عہد قابیل سے اور دوسری آبادی سام بن نوح کے زمانہ سے کہی جاتی ہے لوگوں کا بیان ہے کہ یہ اب ویران ہو چکے ہیں۔ یہ اقلیم سوم میں واقع ہے۔ طول ایک سو پندرہ درجہ اور پندرہ دقیقہ، عرض چھبیس درجہ اور انچاس دقیقہ ہے۔ بیت المقدس، شام و فلسطین وغیرہ بھی اسی اقلیم سوم میں ہیں۔ اور یہ اقلیم، اقلیم چہارم کے بعد سب اقلیموں میں معتدل ہے المختصر والد ماجد قنوج کے باشندہ ہیں اور راقم کی ولادت اور سکونت

AsliAhleSunnet.com

بھوپال میں ہے جو ریاست جناب ملکہ موصوفہ ہے گرچہ شاعری آپ کے مرتبہ کے شایان شان نہیں کیونکہ امور ملکی اور وظائف دینی سے فرصت ہی کہاں ہے جو اس امر فضول میں وقت گنوائیں۔ ہاں مطالعہ کتب اور موزونی طبع کے باعث کبھی کبھی فکر سخن فرمالیتی ہیں۔

۳۱۔ شایق خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان ابن خواجہ خلیل اللہ باشندہ شہر جہانگیر نگر ڈھاکہ۔ طبع موزوں رکھتے تھے اور اسد اللہ خاں غالب کے شاگرد تھے۔ چوبیس سال ہوئے کہ انتقال کیا۔

۳۲۔ شورش مولوی مسیح الدین پسر مولوی محمد ناظم خاں بہادر صدر الصدور جہانگیر نگر ڈھاکہ۔ خوش وضع، موزوں طبع جوان تھے۔ ضیغم رام پوری کے شاگرد تھے۔ جوانی میں انتقال ہوا۔

۳۳۔ شوق عنایت اللہ فرید آبادی، سراپا شوق، خوش خلق اور نیک نہاد۔

۳۴۔ شہید مولوی حفیظ الدین احمد پسر سید نجم الدین برادر عم زاد مولوی عبد الغفور خاں بہادر نساخ۔ ولادت راجہ پور میں ہوئی۔ جو ضلع فرید نگر میں ہے۔ نشو و نما کلکتہ میں ہوئی۔ کھیم نرائن رند کے شاگرد تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے اشعار ضایع ہو گئے۔

۳۵۔ شیدا مولوی ابوالحسن وطن فرید آباد۔ نیک سرشت۔

AsliAhleSunnet.com

خود نمائی سے آزاد۔ اشعار میں کبھی شیدا اور کبھی حسن تخلص لاتے ہیں۔

۳۶۔ صابر
میرزا قادر بخش دہلوی۔ خاندان شاہی سے ہیں۔ نظم نگاری پر قدرت ہے۔

۳۷۔ ضمیر
پنڈت نرائن داس دہلوی۔ اشعار میں معانی لطیف ہوتے ہیں۔

۳۸۔ ضیغم
حافظ اکرام احمد پسر حافظ قطب الدین۔ حضرت مجدد الف ثانی کے اسلاف میں اور شاہ رؤف احمد راحت کے داماد اور شاگرد تھے۔ وطن رام پور تھا۔ سیاح تھے۔ اکثر فنون میں ماہر، عربی، فارسی، اردو، ترکی، پنجابی، ناگری، اور پشتو میں شعر کہتے تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ کسی مذہب کے پابند نہ تھے۔ سنہ ۱۲۸۶ھ میں بریلی میں انتقال ہوا۔ ان کا سارا کلام ضایع ہو گیا۔ صرف ایک شعر مل سکا۔

۳۹۔ ظفر
خاتم سلاطین تیموری ابو الظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ غدر میں انگریزوں نے ان کو تخت سے اتار کر سنہ ۱۲۷۴ھ میں رنگون بھجوا دیا۔ سنہ ۱۲۷۹ھ میں وہیں انتقال ہوا۔ طبیعت موزوں رکھتے تھے۔ شیخ ابراہیم ذوق کے شاگرد تھے۔ فارسی اور اردو دونوں میں کہتے تھے جو کچھ کہتے اچھا کہتے ان کا اردو دیوان چار جلدوں میں طبع ہو چکا ہے فارسی کلام شایع نہیں ہوا۔

۴۰۔ عاشقی
حسین علی خاں (؟) ابن آغا علی خاں عظیم آبادی۔ وہاں کے رئیس تھے۔ نشتر غم (؟) شعرا کا تذکرہ ہے نشتر عشق۔

AsliAhleSunnet.com

متقدمین تا متقدمین ان سے یادگار۔ کلام اچھا ہوتا ہے۔

۴۱۔ عشقی[1] شیخ وجیہہ الدین ابن شیخ غلام حسین مجرم عظیم آبادی۔ آزاد مشرب اور موزوں طبع ہیں۔

۴۲۔ فرد شاہ ابوالحسن۔ پھلواری کے مشایخ میں ہیں، خدا کے برگزیدوں میں فرد ہیں۔

۴۳۔ فصیح نواب شاہ فصیح الدین خاں رئیس امیٹھی طبع لطیف اور ذہن شریف رکھتے ہیں اور شاعری کا بلند دعویٰ رکھتے ہیں۔ نسب کا سلسلہ محمد بن ابو بکرؓ سے ملتا ہے۔ ان کے والد نواب سعید الدولہ محمد منہاج الدین خاں بہادر شاہ اکبر ثانی کے وزیر تھے اور دادا منشی غلام باسط خاں کلکتہ کے دیوان گورنری کے محکمہ انشا میں ملازم تھے۔ خود سلاطین اودھ سے وابستہ تھے۔ دنیا سے دل برداشتہ ہو کر مولانا عبدالوالی فرنگی محل سے بیعت ہوئے۔ مدت تک سیر و سیاحت کرتے رہے اور دوران سفر میں لوگوں کو راہ راست پر لاتے تھے۔ آجکل اپنے وطن میں رشد و ہدایت کا کام کرتے ہیں ان کے چھوٹے بھائی محمد رشید الدین خاں ریاست بھوپال میں ملازم ہیں۔

۴۴۔ فہمی دیانت حسین ابن شیخ ہدایت علی خطۂ بہار کے باشندہ ہیں۔ طبیعت باغ و بہار ہے۔ عبدالغفور خاں بہادر نساخ کے شاگرد ممتاز۔ فارسی اور اردو میں شعر کہتے ہیں۔ نکتہ فہم ہیں۔

---

[1] اردو شعرا کا ایک تذکرہ ان سے یادگار ہے۔ عاشقی کے استاد تھے۔

AsliAhleSunnet.com

۴۵۔ منعم | منشی موہن لال دہلوی، شاعر فارسی۔

سید اسمٰعیل حسین شکوہ آباد کے سادات میں ہیں یتیا گرد

۴۶۔ منیر | ناسخ و رشک لکھنوی اردو کے تین دواوین مختلف اصناف سخن پر مشتمل موجود ہیں۔ اور پندرہ ہزار اشعار کی ایک مثنوی نعتیہ لکھی۔ نثر نویسی سے بھی مناسبت ہے۔ ان کے شاگرداں بکثرت ہیں۔ یہ برابر لکھنو، کانپور، فرخ آباد، اور باندہ کے امرا اور رؤسا کی مصاحبت میں رہے۔ آجکل نواب کلب علی خاں والی رام پور کی سرکار سے وابستہ ہیں۔ کبھی کبھی فارسی بھی کہتے ہیں

محمد احسن بلگرامی۔ حال مقام حیدرآباد دکن۔

۴۷۔ محمد احسن | ابھی حال ہی میں ان کی لغت، فارسی "ارتنگ فرہنگ" مطبوعہ ۱۲۹۲ھ حافظ عبد القیوم صاحب کی وساطت سے راقم کے والد ماجد کے پاس تحفتہً پہنچی۔ ان کے متعلق اور کچھ زیادہ معلوم نہیں۔

۴۸۔ مے کش[1] | میر احمد حسین۔ ساکن دہلی۔

حافظ غلام احمد شاہجہاں آبادی، ان کا

۴۹۔ نکہت | کلام فرحت بخش ہوتا تھا۔

راقم کے والد ماجد۔ یہ تخلص نواب رام پور کے

۵۰۔ نواب | تخلص کی اطلاع سے پہلے رکھا جب تذکرہ چھپ کر مشہور ہو چکا تو بدلنے کا موقع نہ تھا۔ آپ کا ترجمہ اشعار کے ساتھ "شمع انجمن" میں موجود ہے اور دوسرے علوم و فنون کی کتابوں

[1] غالب کے شاگرد تھے۔ غدر میں مارے گئے۔

AsliAhleSunnet.com

میں بھی مرقوم ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ چونکہ آپ کو فارسی اور عربی اشعار کہنے پر قدرت کامل ہے اسلئے چاہا کہ آپ کے چند فارسی اشعار جو تقریباً کہے یا عربی اشعار سے فارسی میں ترجمہ کیئے اس تذکرہ میں داخل کر دوں۔

۵۱۔ نواب فرماں روائے رام پور نواب کلب علی خاں پسر نواب یوسف علی خاں بہادر خلف نواب محمد سعید خاں بہادر۔ سنہ ۱۲۵۱ھ میں شاہجہاں آباد میں پیدا ہوئے۔ جب آپ چھ سال کے ہوئے تو نواب احمد علی خاں والی رام پور کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ ان کی کوئی اولاد نہ تھی اس لیئے حکام فرنگ نے ان کے چچا زاد بھائی محمد سعید خاں کو جو اُن دنوں سرکار انگریزی کی طرف سے ضلع بدایوں کے ڈپٹی کلکٹر تھے ریاست کا والی بنایا۔ ۱۲۵۶ھ سے پندرہ سال تک حکومت رام پور ان کے ہاتھ میں رہی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے نواب یوسف علی خاں تخت پر بیٹھے اور دس سال تک حکمراں رہے۔ اور بڑی خوبی سے حکومت چلائی۔ طبیعت جوہرشناس تھی علم و فضل کے اصحاب کی سرپرستی فرمائی۔ سنہ ۱۲۸۱ھ میں وفات پائی۔ ۲۴ ذی القعدہ سنہ رواں میں حکام انگریز نے نواب مذکور کو باپ کی جگہ بٹھایا۔ ساری دنیا کو عدل و احسان سے نوازا۔ نواب نے علوم ظاہری مولوی محمد حیات، مولوی جمال الدین، مولوی فضل حق خیرآبادی، مولوی عبد العلی، اور مولوی غیاث الدین رام پوری سے حاصل کیئے اور نظم و نثر میں کمال حاصل کیا ترانۂ غم، قندیل حرم، شگوفۂ خسروی

AsliAhleSunnet.com

ان کے نثری نمونے ہیں۔ اردو اور فارسی کے دواوین سے ان کی موزونیٔ طبع اور خوش گفتاری کا پتا چلتا ہے۔

۵۲۔ نور راقم تذکرہ سید نور الحسن پسر نواب سید محمد صدیق حسن خاں بہادر ابن سید اولاد حسن قنوجی بخاری

ابن نواب سید اولاد علی خاں بہادر انور جنگ ۱۲ رجب ۱۲۷۸ھ روز چہارشنبہ وقت صبح پیدا ہوا۔ نظیر حسن تاریخی نام ہے جو مولوی علی عباس چڑیا کوٹی حال مقام حیدرآباد نے رکھا۔ اصلی وطن قنوج ہے مگر ولادت بھوپال میں ہوئی۔ ان دونوں شہروں کا مفصل حال ملکہ معظمہ کے احوال کے ساتھ لکھا جا چکا ہے۔ باپ کی طرف سے سید حسینی اور ماں کی جانب سے شیخ صدیقی ہوں۔ میرے نانا مدارالمہام محمد جمال الدین خاں بہادر دہلوی ریاست بھوپال کے نائب ہیں۔ میرے والد ملکہ معظمہ کے شوہر ہیں۔ ۱۲۸۳ھ میں والد ماجد نے نواب سکندر بیگم کے قصر میں میری مکتب نشینی کی تقریب انجام دی۔ پہلے قرآن مجید پھر فارسی کی درسی کتابیں پڑھیں۔ جب کچھ علمی حیثیت بڑھی تو صرف و نحو، منطق وغیرہ کی کتابیں پڑھیں۔ ابتدائی کتابیں مولوی ایوب صاحب مفتی حال بھوپال سے اور الفیہ اور شرح ملا مولوی انور علی لکھنوی حاشیہ نویس کتب درسی و مدرس اعلی مدرسہ سلیمانیہ بھوپال سے پڑھیں آجکل مولوی الہی بخش مصنف تحفۂ شاہجہانی سے درس لے رہا ہوں۔ مشکوۃ شریف اور علم حدیث قاضی شیخ حسین ابن محسن یمنی سے پڑھا اور آزاد کے عربی قصاید خود والد

AsliAhleSunnet.com

ماجد سے پڑھے۔ فارسی اور اردو اشعار پر حافظ خاں محمد خاں شہیر
شاعر بائے تخت بھوپال و شاگرد غالب سے اصلاحیں لیں۔ آجکل علوم
کی تکمیل (خاص کر تفسیر، حدیث اور ان کے ملحقات میں مصروف
ہوں۔ نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ کے ہمراہ ماہ رمضان ۱۲۸۹ھ
میں بمبئی، بڑودہ، بہرائچ اور احمد آباد، گجرات کی سیر کو گیا اور ان
مقامات کے مشائخ کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہو کر گورنر
جنرل لارڈ نارتھ بروک بہادر کے دربار میں شریک ہوا اور ۱۲۹۲ھ
میں ملکہ معظمہ کے ہمراہ کلکتہ گیا۔ اور ولی عہد انگلستان کی تشریف
آوری کے موقع پر وہاں موجود رہا اور وہاں
کی قدیم و جدید عمارتوں اور خیابانوں کی سیر کی۔ واپسی میں بنارس،
کانپور، الہ آباد اور جبلپور وغیرہ کی سیر کی۔ اس تذکرہ کی طباعت
کے زمانہ میں ملکہ معظمہ کے دربار خطاب کے موقع پر آخر ماہ ذیقعدہ
۱۲۹۳ھ میں انشاءاللہ ملکہ معظمہ اور والد ماجد کے ہمراہ پھر
دہلی جاتا ہے۔ یہ ناچیز باوجود کم سنی اور محرومی علم و ہنر ریاست
کا جاگیردار ہے اور ابتدائے شعور سے اپنے چھوٹے بھائی اور چھوٹی
بہن کے ساتھ سات ہزار دو سو روپئے مدد معاش پاتا ہے۔ علما اور
فضلا سے ملاقات اور شہروں کی سیاحت کا شوق مہر میں ہے اور ہر سفر
میں خواہ مخواہ ملکہ معظمہ اور والد ماجد کے ہمراہ رہتا ہے، اور اپنی
آنکھوں سے دنیا کے گوشہ گوشہ کا نظارہ کرتا ہے۔ گرچہ شعر و شاعری
سے جو ذاتی اور آبائی شیوہ سے ادنی رتبہ کی چیز ہے، کوسوں دور

AsliAhleSunnet.com

رہتا ہے پھر بھی محض دل بہلانے کے لئے کبھی کبھی ریختہ میں اشعار موزوں کر لیتا ہے اور کلیم تخلص رکھا ہے۔ فارسی میں تخلص نور ہے۔ گرچہ حضرت والد ماجد نے اپنے پسر (یعنی راقم) کا ترجمہ شمع انجمن میں لکھا ہے پھر بھی محض ضمیمہ کے طور پر اپنا ترجمہ اور کچھ کلام پیش کرتا ہے۔

۵۳۔ نیاز شاہ نیاز احمد بریلوی۔ مولانا فخر الدین دہلوی کے خلیفہ اور اسرار تصوف سے آگاہ تھے۔ صوفیوں میں ان کا مقام بلند تھا اور بڑے مشائخ میں تھے۔

۵۴۔ یاس[۱] مولوی انور علی۔ آرہ کے علما میں تھے۔ ان کا کلام درد انگیز ہوتا تھا۔

ضمیمہ شمع انجمن (بقیہ ص ۴۵)

۸۶۔ ایجاز مرزا علی نقی۔ قوم قاچار سے تھے۔ ان کے والد ہمدان کے تھے۔ آصف جاہ کی سرکار میں خدمت دیوانی حیدرآباد پہ سرفراز تھے۔ جوہر قابلیت ان کا سرمایہ تھا۔ تہذیب اخلاق سے آراستہ تھے۔

---

[۱] دیوان مطبوعہ میں فارسی اور اردو کلام ہے۔ شیخ غلام علی راسخ عظیم آبادی کے شاگرد تھے اور شمس العلماء مولانا سعید حسرت عظیم آبادی کے خسر تھے۔ پٹنہ میں ہیضہ سے انتقال کیا۔

AsliAhleSunnet.com

مولف کی دیگر کتابیں

۱۔ سفینۂ ہندی۔ فارسی تذکرہ صہ/
۲۔ سفینۂ خوشگو۔ " ۶ے/
۳۔ دیوان امین۔ (فارسی) ۶ے/
۴۔ حیرت زار۔ بیدل کا فارسی کلام عسہ/
۵۔ مطالعۂ شاد۔ شاد کی شاعری پر تنقید ے/ ۲۵ پیسہ
۶۔ مطالعۂ حسرت۔ حسرت موہانی " ے/
۷۔ تحقیقی مطالعے۔ تحقیقی مضامین ے/
۸۔ تنقیدی مطالعے تنقیدی " عسہ/
۹۔ تقابلی مطالعے۔ شعرا کا تقابلی مطالعہ ے/
۱۰۔ تذکرہ شعرا۔ (بزبان شاد) ے/
۱۱۔ ریاض الوفاق (نایاب تذکرہ) عسہ/
۱۲۔ تذکرہ صبح گلشن۔ (اردو شعرا کے تراجم) عہ/ ۵ پیسہ
۱۳۔ نتائج الافکار (" " ") عہ/ ۵۰ پیسہ
۱۴۔ عقد ثریا۔ (" " ") عہ/ ۵۰ پیسہ
۱۵۔ مسرت افزا۔ (" " ") ے/
۱۶۔ تذکرہ بے نظیر۔ (" " ") عہ/ پیسہ
۱۷۔ روز روشن۔ (" " ") عہ/ ۶۲ پیسہ
۱۸۔ شمع انجمن۔ (" " ") عہ/ ۵۰ پیسہ

۱۹۔ گلشن و گلزار (اردو کے دو تذکرے) ے/
۲۰۔ انتخاب کلام شعرائے بہار عہ/ ۵ پیسہ
۲۱۔ میخانۂ تغزل (اردو کے دس منتخب غزل گو) عہ/
۲۲۔ ساقی نامہ (رباعیاں اور غزلیں) ۷۵ پیسہ

زیر طبع

۲۳۔ تذکرہ نشتر عشق (اردو شعرا کے تراجم) .....
۲۴۔ مجمع النفائس (" " ") ....
۲۵۔ خوش معرکہ زیبا (تذکرہ) .....
۲۶۔ تین تذکرے (میر، قائم، گردیزی) ....
۲۷۔ چمنستان شعرا (اردو شعرا کا تذکرہ) ....
۲۸۔ آزاد کے تذکرے (سرو، ید بیضا اور خزانۂ عامرہ کی تلخیص)
۲۹۔ نذر غالب (غالب سے متعلق نظمیں) ....

زیر ترتیب

۳۰۔ گل رعنا۔ فارسی تذکرہ کی تلخیص ....
۳۱۔ عمدۂ منتخبہ (اردو میں ترجمہ)
۳۲۔ مجموعۂ نغز (" " ")
۳۳۔ تذکرہ شورش (" " ")
۳۴۔ تذکرہ عشقی (" " ")

AsliAhleSunnet.com